حرمت سود

www.KitaboSunnat.com

شعبۂ دعوت و ارشاد

ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سود کی حرمت کے بارے میں
چند مباحث

استاذ محمد ابوزہرہ مصری
استاذ کلیۃ الحقوق قاہرہ

مترجم

ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

www.KitaboSunnat.com

شعبۂ دعوت وارشاد

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1611

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الواحد ہالیپوتا

ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

یہ چھوٹی سی کتاب جو اس وقت ہدیۂ ناظرین جا رہی ہے۔ مصر کے مشہور فقیہ، استاذ اور صاحب تصانیف کثیرہ معاصر عالم استاذ محمد ابو زہرہ کی بحث ربا کا اردو ترجمہ ہے۔ مرحوم استاذ ابو زہرہ ماضی قریب کے بلکہ عہد حاضر کے مشہور و مقبول عربی مصنف تھے، ان کی وفات ان کے اپنے ملک مصر میں ۱۳۹۴ھ (سنہ ۱۹۷۴ء) میں ہوئی ہے۔ یہ جامع ازہر (قاہرہ) کے مشہور و معروف عالم تھے۔ ابتداً کلیۃ الشریعہ، جامع ازہر میں استاذ رہے اور آخر میں کلیۃ الحقوق (لاء کالج) میں پروفیسر تھے۔ انھوں نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو عام طور پر مقبول و متداول ہیں۔ ان کی بعض مشہور کتابوں کے اردو تراجم بھی چھپ چکے ہیں۔ ان میں ان کی مشہور کتاب "مذاہب اسلامیہ" بھی داخل ہے۔

یہ کتاب جو اس وقت پیش کی جا رہی ہے اس کا موضوع ہے "سود کی حرمت" اس موضوع پر بعض اہم مباحث مرحوم استاذ ابو زہرہ نے پیش کئے ہیں اور عالمانہ انداز میں پیش کیے ہیں۔ مرحوم ایک ممتاز فقیہ اور ممتاز صاحب قلم تھے، اس لئے ان مباحث کی بڑی علمی اور فنی قیمت ہے۔

(ربا) سود کا مسئلہ اس وقت ساری دنیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اس میں چند دنوں سے دنیا کے سارے ہی بالغ نظر کا اتفاق پیدا ہو چکا ہے کہ سود بہر صورت معاشرہ اور اجتماعی معاشی نظام کے لیئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضر اور نقصان رساں ہے ۔ اب سوال یہ رہ گیا ہے کہ یہ ایک ناگزیر برائی ہے جسے برداشت کرنے پر دنیائے انسانیت مجبور ہے یا یہ ممکن ہے کہ سود کو بالکلیہ ختم کرکے ایک صالح معاشی نظام قائم کیا جا سکتا ہے ۔ بہ ظاہر یہ بڑا مشکل بلکہ کچھ ناممکن سا کام نظر آتا ہے کہ نظام معیشت میں سے سود کو بالکلیہ خارج کرکے، سرمایہ میں حرکت اور بچت میں افادیت کو قائم رکھا جا سکے ۔ لیکن زیادہ عمیق دغور و فکر کے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اشکال حقیقی نہیں بلکہ رواجی ہے جو صدیوں بلکہ ہزاروں سال سے پیدا ہو کر ہمارے ذہنوں کو معطل کر رہا ہے ۔ ورنہ ربا (سود) کی لعنت کو بالکلیہ خارج کرکے بھی نظام معیشت میں سرمایہ کی حرکت کی افادیت کو قائم رکھا جا سکتا ہے بلکہ اور زیادہ ترقی دی سکتی ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنے ذہن کو دوسروں کے تابع فرمان اور اپنی نظر کو سودی بینکوں کی مہیا کی ہوئی تصویر تک محدود نہ کرے تو اس حقیقت کا سمجھنا کچھ مشکل ہے کہ سود سے پاک معیشت نہ صرف یہ کہ ممکن ہے بلکہ زیادہ مفید ہے ۔ البتہ امر مشتبہ ہے کہ کسی ملک میں بہ یک وقت سودی اور غیر سودی نظام معیشت ایک ساتھ چل سکے گا یا نہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی کیاری میں گلاب کے پھولوں اور کانٹوں کی پرورش ایک ساتھ ممکن نہیں ہوتی۔

اس کتاب کو عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کا کام جناب ساجد الرحمٰن صاحب صدیقی کاندھلوی نے کیا ہے اور اچھا کیا ہے، ہم اُمید کرتے ہیں کہ قارئین اس کو پڑھکر مفید پائینگے اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی کتاب کو ادارۂ تحقیقات اسلامی کے شعبۂ دعوت وارشاد کی طرف سے شائع کی جارہی ہے، شرف قبولیت عطا فرمائے ۔ آمین ،

اسلام آباد مورخہ ۱۸ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۲
۱۰ر جولائی ۱۹۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	یہودی اور عیسائی مذاہب میں سُود کی حرمت	۷
۲	سُود کے بارے میں فلاسفر کی آراء	۱۱
۳	مغرب میں سُود کا فروغ	۱۳
۴	غبارِ سُود	۱۶
۵	قرآن اور حُرمت سُود	۲۰
۶	سُنت نبوی اور حرمت سُود	۲۵
۷	ربا نسیئہ اور ربا بیوع میں تفریق کی اہمیت	۲۹
۸	بیع عینہ کا حیلہ	۳۴
۹	مسلم علماء اور ربا	۳۶
۱۰	ربا کے مفہوم کے غیر متعین ہونے کا دعویٰ	۳۷
۱۱	یہ دعویٰ کہ پیداواری قرض پر سُود حرام نہیں ہے	۳۹
۱۲	تاخیر کے ساتھ ادائیگی کی فروخت کی قیمت کے فوری ادائیگی کی قیمت سے زائد ہونے سے استدلال	۴۳
۱۳	نظریہ ضرورت	۴۵
۱۴	ربا میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔	۵۱
۱۵	ربا بیوع جس کی حُرمت سُنت سے ثابت ہے۔	۵۵
۱۶	اِن بیوع کی تحریم کی حکمت	۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی اور عیسائی مذاہب میں سود کی حرمت

تورات اور حرمت سود

جس طرح اسلام نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی حرمت قرآن میں بیان ہوئی ہے اسی طرح سود یہودیت اور عیسائیت میں بھی حرام رہا ہے اور اس کی حرمت تورات اور انجیل میں وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ہر طرح کی تحریف کے باوجود جو تورات ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس میں بھی سود کی حرمت موجود ہے۔ (سفر التثنیہ : اصحاح ۲۳)

"اپنے اسرائیلی بھائی کو سود پر قرض مت دو۔ خواہ وہ زرِ نقد پر سود ہو یا اشیائے خوردنی پر یا کسی بھی ایسی شے پر جس پر سودی قرضہ دیا جاتا ہو۔"

گویا اہلِ یہود کے نزدیک حرمت سود کا اطلاق صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ اس کا ہدف یہودی ہو، چنانچہ دوسرے مقام پر اصحاح میں وضاحت کی گئی ہے کہ

"اجنبی شخص کو تم سود پر قرض دے سکتے ہو لیکن اپنے یہودی بھائی کو سود پر قرض نہ دو تاکہ تمہارا رب اور معبود تمہاری ملکیت میں برکت دے"

حقیقت یہ ہے کہ یہ تورات کے تحریف شدہ احکام ہیں، ورنہ رِبا (سود) ہر حالت میں اور ہر انسان کے لئے حرام ہے اور اس کی حرمت قطعی اور عمومی ہے کیونکہ سُود ظلم ہے اور ظلم ہر انسان کے حق میں حرام ہے چنانچہ فرمانِ نبوت ﷺ ہے کہ

"حق سبحانہ، ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو میں نے خود اپنے اوپر ظلم حرام کر لیا ہے۔ اور تمہارے اوپر بھی ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے تو تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔"

غرض یہودیت اور اسلام میں یہ بنیادی فرق ہے کہ یہودیت میں سود کی حرمت ابنائے اسرائیل میں محدود ہے جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں یہ حرمت تمام انسانیت کے مابین تعامل سُود، کو شامل ہے کہ اسلام کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں اور سب اللہ کی مخلوق ہیں اور احکام الٰہی کے یکساں مخاطب ہیں۔ درانحالیکہ یہود کہتے ہیں کہ وہ دیگر ابنائے نوع انسانی سے ممتاز مخلوق ہیں۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ (المائدۃ : ۱۸)

ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے چہیتے ہیں۔

حرمت سود کے اس تنگ مفہوم کے پیش نظر یہود اقوام عالم سے سود کھاتے رہے جس پر قرآن کریم میں اس پر سخت سرزنش وارد ہوئی ہے اور انہیں سود خوار قرار دیا گیا ہے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَ بِصَدِّھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّ اَخْذِھِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُھُوْا عَنْہُ وَ اَکْلِھِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ؎ (النساء : ۱۶۰ - ۱۶۱)

غرض ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سود لیتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور لوگوں کے مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کیلئے حلال تھیں۔ اور جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حرمت سود اور عیسائیت

عیسائی مذہب میں سُود ہر طرح ممنوع اور حرام ہے اور اس کی حرمت پر تمام کلیسا متفق ہیں اور یہودی سود خواروں کے زیر اثر نشوونما پانے والی اقتصادیات کے پیش نظر جن عیسائیوں نے سود کو بعض پہلوؤں سے جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے اس سے کلیسا نے اتفاق نہیں کیا ہے۔

ان حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ بینکوں میں سود کی معمولی شرح درحقیقت ان کی اُجرتِ عمل ہے اور یہ کہ بعض عیسائی اہل مذہب نے بھی اس شرح سُود کو اجرتِ عمل ہونے کی بنیاد پر جائز قرار دیا ہے۔ اب یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش بعض مسلمان بھی کر رہے ہیں کہ علماء اس قلیل مقدار کے جواز کا فتویٰ دے دیں۔ حالانکہ یہ تصور ہی بالکل باطل ہے۔ اس لئے کہ اسلام کے نظام اقتصاد کی بنیاد ہی سود کی حرمت ہے اور کاروبار میں نفع نقصان کی شراکت ہے۔

یورپ کی تحریک اصلاح اور حرمت سود

تحریک اصلاح کے بانی مارٹن لوتھر نے بھی سود کو حرام قرار دیا اور یہ رائے اختیار کی کہ وہ تمام تجارتی معاملات بھی ناجائز ہیں جو سود کی جانب لے جاتے ہوں۔ حتی کہ ایسی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے جس میں ثمن مؤجل، ثمن معجل سے زائد ہو۔ چنانچہ وہ تحریر کرتا ہے کہ

"ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے ضمیر کا ذرا پاس نہیں رکھتے اور تجارتی اثمان زیادہ قیمتوں پر قرض میں فروخت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کا سارا سامان اسی طرح قرض کی صورت میں مہنگے داموں فروخت ہو۔ حالانکہ یہ تصرف احکام الٰہی کے بھی خلاف ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔ اسی طرح فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمت اس لئے بڑھا دینا کہ بازار میں ان کی رسد کم ہو گئی ہے یا ان کی ذخیرہ اندوزی کر لینا یا کسی شے کی ذخیرہ اندوزی کرنے کے لئے اسے بازار سے خرید لینا اور پھر اس کی من مانی قیمت لگانا بھی احکام الٰہی کی سراسر خلاف ورزی ہے۔"

یعنی مارٹن لوتھر کے نزدیک ذخیرہ اندوزی کے ذریعے کسب سود کی طرح بغیر مقابل کے منافع حاصل کرنا ہے اور اس کے نزدیک بازار میں موجود اشیاء کی قیمت گرانے کے لئے خود قیمت کم کر دینا بھی درست نہیں ہے اور جنگ کے زمانے میں افواہیں پھیلا کر لوگوں کے پاس موجود سامان خرید لینا اور پھر ان کو من مانی قیمتیں وصول کرنا سود ہے اور نادرست ہے۔

وہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) پر منتج ہونے والی بہت سی بیوع کو حرام قرار دیتا ہے اور سود ہر حال میں اور ہر مقدار میں حرام بتاتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک مثال بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

"کوئی شخص کسی تاجر کو (مثلاً) ہزار دینار دیتا ہے کہ وہ اسے سالانہ سو دینار دیتا رہے گا خواہ اسے نفع ہو یا نقصان۔ تاجر کا اس میں فائدہ یہ ہے کہ اسے تجارت کے لئے سرمایہ مل جاتا ہے، دہندہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس کا مال بغیر نفع کے بے کار نہیں پڑا رہتا۔"[1]

۱۔ عباس محمود العقاد: حقائق الاسلام واباطیل خصومہ ص ۱۲۵-۱۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوتھر کے نزدیک صورت مذکورہ حرام ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دین مسیحی کی روح کو سمجھا ہے اور سود کی حرمت کے بارے میں عیسائی مذہب کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود کے بارے میں فلاسفہ کی آراء

ایتھنز کا مشہور واضع قانون سولن سُود کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اسی طرح افلاطون نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو سُود پر قرض دے اور ارسطو نے کہا ہے کہ سود غیر طبعی آمدن ہے کہ یہ صاحب مال کو بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی ذمے داری کے حاصل ہو جاتی ہے اور نقد سے نقد پیدا ہوتا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آمدن کی طبعی اساس یہ ہے کہ وہ ذات اشیاء سے حاصل ہو جس کی تین صورتیں ہیں۔

ا۔ طبعی نشو و نما کے طور پر فائدہ حاصل ہو جیسے زرعی پیداوار کے ذریعے افزائش حیوانات کے ذریعے اور زمین کی تہ سے اشیاء کے اخراج کے ذریعے۔

ب۔ صنعتی پیداوار کے طور پر فائدہ حاصل ہو، یعنی یہ کہ صنعت کے ذریعے کچھ اشیاء کو دوسری اشیاء میں تبدیل کر کے اس پر منافع حاصل کیا جائے۔

ج۔ تجارت کے طور پر فائدہ حاصل ہو۔ یعنی سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے یا اسے محفوظ کر لیا جائے۔ (بشرطیکہ ذخیرہ اندوزی نہ ہو)

بہر حال نقد (زر) سے ان تینوں نوعیتوں میں سے کسی بھی نوعیت کی منفعت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ اصلاً تو نقد (زر) اشیاء کی قیمتوں کی مقیاس ہے اور مقیاس خود تجارتی شے نہیں بن سکتا بلکہ اس مقیاس کو تو غیر قابل تغیر اور مضبوط ہونا چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی کسب کی قسمیں

ارسطو نے تجارتی کسب کی تین قسمیں کی ہیں۔

۱۔ معاملہ کی طبعی صورت: اور وہ یہ ہے کہ اشیائے ضرورت کا تبادلہ کر لیا جائے کہ کپڑے کے بدلے کھانا لے لیا جائے اور آغاز انسانیت میں یہی صورت جاری رہی ہے اور جب تک تبادل اشیاء کے طریقوں میں وسعت آجانے کی بنا پر زرِ نقد، کو بطور مقیاس قیم اشیاء نہیں اختیار کر لیا گیا یہی دستور رہا ہے۔

۲۔ زرِ نقد کے بدلے ضروریات کے حصول کی صورت کہ درہم و دینار (سونے اور چاندی) کے بدلے کپڑا خرید لیا اور یہ وہ صورت ہے جو انسان کے تہذیب آشنا ہونے کے وقت سے چلی آ رہی ہے

۳۔ معاملہ کی غیر طبعی صورت: یعنی خود زرِ نقد، کو سامان تجارت بنا لینا، اور زر کو زر کے بدلے فروخت کر کے منافع حاصل کرنا اور یہی ربا (سود) ہے جس کو اسلام نے ہر صورت اور شکل میں ممنوع قرار دیا ہے۔

ارسطو کے بعد اکثر مسیحی فلاسفہ اسی رائے کے قائل رہے ہیں کہ سود ہر صورت میں ممنوع ہے اور انہوں نے ارسطو کی اس رائے کی توضیح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہر وہ تصرف جس میں تاخیر بسبب زمانہ باعث نفع بنے ربا ہے اور ممنوع ہے اور اس کی ممانعت کی اساس یہ ہے کہ زرِ نقد محلِ تجارت بن ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ڈیوڈ ہوم کہتا ہے کہ

> " زرِ نقد تجارتی سامان نہیں ہے بلکہ ذریعہ تجارت ہے اور یہ تجارت کی گاڑی کا پہیہ بھی نہیں ہے بلکہ اس کو متحرک رکھنے والا تیل ہے۔"[1]

ان آراء کے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ معظم فلاسفہ کی رائے حرمت سود کے بارے میں مذہب کی رائے سے مختلف نہیں ہے۔

۱۔ عباس محمود العقاد: حقائق الاسلام و اباطیل خصومہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب میں سُود کا فروغ

مذہب عیسائیت میں سود کے ممنوع ہونے کے باوجود اور اہل مذہب اور خصوصًا مارٹن لوتھر کے سود کے سخت مخالف ہونے کے باوجود مغرب نے سود کو دل و جان سے قبول کر لیا اور انہی سے یہ داء عضال، پوری دنیا میں سرایت کر گئی ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیحی مذہب میں سود کی حرمت اور ان کے اہل دین اور کلیسا کے شدید ناپسند کرنے کے باوجود وہ کیا اسباب تھے جن کے تحت مغرب میں سود کو اس قدر فروغ حاصل ہوا۔ ہماری رائے میں اس کے درج ذیل اسباب ہیں ۔

اول : دین مسیح کے ماننے والوں پر مادیت کا بے حد غلبہ ہو گیا اور انہوں نے یہ رویہ اختیار کر لیا کہ مذہب صرف کلیسا کی چار دیواری کے اندر محدود ہے اور اس کے احاطہ کے باہر کی انسانی زندگی میں مذاہب کا کوئی دخل نہیں ہے یعنی انھوں نے دین و دنیا کی تفریق کا تصور اختیار کر لیا اور دنیا کی زندگی کے معاملات میں قانون سازی کا کلی اختیار اقتدار سلطنت کو عطا کر دیا ۔

دوم : عیسائیوں کی سود خواروں کی جماعتِ اوّل، اوّل کلیسا اور اہل دین کو یہ یقین دلاتی رہی کہ یہ دراصل سود نہیں بلکہ بینک کی اجرتِ کار ہے ۔ وہی شبہ جو آج مسلمانوں میں پیدا کیا جا رہا ہے ۔

سوم : ماہرین اقتصادیات کا یہ تصور کہ معمولی سود منافی اخلاق نہیں ہے اور سود کی اتنی شرح سے روحِ اشکال پیدا نہیں ہوتی نہ راس المال (سرمایہ) پیداوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور نہ ہی عاملین کا عمل ضائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ابوالاقتصادیات آدم سمتھ سُود کی کم مقدار کو مستحسن قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس طرح قرض لینے والے ان ذخیرہ شدہ اموال پر منافع حاصل کرتے ہیں، ان پر زیادہ وزن بھی نہیں پڑتا اور وہ معطل مال کو بازار میں لانے کے عمل کے ثمرات سے بھی محروم نہیں رہتے۔

چہارم: یہودی جو اقتصادیات پر چھا چکے تھے اگرچہ ان کے نزدیک بھی اسرائیلی سے سود لینا حرام تھا مگر چونکہ ان کے نزدیک غیر یہودی سے سود لینا جائز تھا اس لئے انھوں نے اس دوسرے جز پر خوب تندہی سے عمل کیا اور پوری اقتصادیات کو سودی اقتصادیات میں بدل دیا۔ یہودی رفتہ رفتہ حکومتوں کے کلیدی مناصب پر قابض ہوتے گئے اور بغیر صنعتی عمل کے سونے پر کنٹرول حاصل کر لیا جس کی مثال میں ہم ابنائے روتھ شیلڈ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں یورپی اقتصادیات پر قابض ہو گئے تھے۔

ابنائے روتھ شیلڈ

فرینکفرٹ کے یہودیوں کے محلہ میں ایک یہودی تاجر تھا اس نے ناجائز طریقہ پر دولت کمائی اور ایک جرمن رئیس کی دوستی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کا دست راست بن گیا اور جب ۱۸۰۶ء نپولین کے حملہ کی وجہ سے یہ رئیس فرار ہو گیا تو یہ یہودی خود اس کی تمام دولت پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے پانچوں بیٹوں نے اپنے یہودی باپ کی میراث سنبھالی اور اس کی خباثتوں میں اس کے وارث ہو گئے۔

ان پانچوں نے یورپ اور امریکہ کا بٹوارہ کر لیا، ایک جرمنی پر چھا گیا۔ ایک کے حصہ میں انگلستان آیا، ایک آسٹریا کا سلطان ذہب بنا ایک اٹلی کا شاہ زر کہلایا اور پانچواں جہانگر بن بیٹھا — یہ پانچوں بھائی زر نقد کی تجارت کرتے رہے، بادشاہوں اور حکومتوں کو سودی قرضے دیتے رہے۔ اور بنک قائم کر کے اپنے اقتصادی اختیار کو زیادہ سے وسیع کرتے رہے حتیٰ کہ پاپائے اعظم بھی روم میں اپنی دولت کا منتظم انہی بھائیوں کو مقرر کرتا تھا بہر حال یہ خاندان سودی معیشت کا بادشاہ تھا اور صنعتی انقلاب میں بھی میدان عمل سے بالکل الگ تھلگ رہا[1]

۱۔ ولز کی کتاب 'اغنیاء و فقراء'، عربی ترجمہ استاذ زکی نجیب ص ۱۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خاندان تمام امور خیر میں بے حد بخیل تھا اور ان کی ہر خیر اور بھلائی صرف یہودیوں کے لئے وقف تھی وہ اولاً فرینکفرٹ کے یہودیوں کی خوشحالی کے لئے کوشاں رہے اور بعد ازاں انھوں نے اپنا دائرہ پوری دنیا کے یہودیوں تک وسیع کر دیا اور یہ روش اس خاندان کی آج تک باقی ہے کہ وہ جبلّی طور پر تمام غیر یہودی اقوام سے دولت سمیٹ کر یہودیوں کے ہاتھوں میں پہنچاتے ہیں۔[1]

یہ تصویر تو ایک یہودی خاندان کی ہے مگر درحقیقت دنیا کے تمام یہودیوں کی روش یہ ہی ہے کہ وہ بغیر کسی صنعتی اور زرعی پیداوار کے اور بغیر کسی کد و کاوش سے زر کماتے ہیں اور ہر نقصان اور ہر خسارے سے محفوظ رہتے ہیں اور اس طرح دنیا کی اقتصادیات پر ان کا قبضہ ہے کہ سونا ان کے ہاتھ میں ہے۔

اقتصادیات عالم میں سود کے اس فروغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ راس المال (سرمایہ) عمل پر غالب آگیا اور تمام ذرائع پیداوار پر اس کا غلبہ ہو گیا، اور سرمایہ کی اس سرکشی سے سوشلزم اور کامونزم نے جنم لیا۔ لیکن اس سارے طغیان اور اس تمام مصیبت کے باوجود مالیات اور اقتصادیات میں سُود بدستور جاری رہا۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ سُود کی ان آفات کے پیش نظر بنی نوعِ انسان 'دین کی پناہ گاہ' میں پناہ حاصل کرتی اور سود کے طوق سے اپنی گردن آزاد کرا لیتی۔ کہ سُود صرف اسلام ہی میں حرام نہیں ہے بلکہ جملہ آسمانی مذاہب نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

بہرحال اب ماہرینِ اقتصادیات ایک ایسے نظام مالیات کی تلاش و جستجو میں ہیں جو سود کی لعنتوں سے پاک ہو۔

۱۔ ایضاً ص ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غبارِ سُود

امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سب ہی کھانے لگیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو نہیں کھائے گا غبار سود تو اس کو بھی پہنچے گا۔

بلا شبہ درست ہے اور کلام نبوتؐ برحق ہے اس لئے کہ خود قرآن نے فرمایا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ (النجم: ۳-۷)

اور وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا۔ یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے جو بڑا صاحب حکمت ہے وہ سامنے آکھڑا ہوا جب کہ وہ بالائی افق پر تھا۔

اور اس لئے کہ یہ کلام نبوتؐ ہمارے اس دور میں سچ ثابت ہو چکا ہے اور جو عملاً صورت حال یہی ہے کہ اقوام عالم سود میں مبتلا ہیں اگر کوئی فرد براہ راست اکل سود سے بچا ہوا بھی ہے تو اس کا غبار ضرور اس کو پہنچ رہا ہے۔ نوبت بایں جا رسید کہ لوگوں کے ذہنوں سے سود کی برائی بھی ختم ہو چکی ہے اور وہ ناخوب کو خوب سمجھنے لگے ہیں اور اس ناصواب کو صواب قرار دینے لگے ہیں اور اس روش کو برحق بتانے کے لئے قرآن سے دلیلیں لانے لگے ہیں۔

رِبا ایک اجتماعی آفت | بہرحال رِبا ایک اجتماعی آفت اور ایک شائع مصیبت بن چکا ہے اور اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاحمت اور اس نظام ربا کے خلاف جنگ کے لئے بڑی قوت اور قدرت کی ضرورت ہے تاکہ اس سودی نظام معیشت کو ختم کر کے نئی اساس پر نیا نظام معیشت استوار کیا جائے جس کی ریڑھ کی ہڈی سود نہ ہو بلکہ آزادانہ تبادل انواع ہو اور جس میں دہندہ بھی نفع و نقصان کے جملہ نتائج میں شریک ہو۔

سود خواری کی لعنت نے انسانیت میں بخل اور حرص کی مقدار بڑھادی ہے اور سود خوار سرمایہ داروں میں اس بری عادت کو پیدا کر دیا ہے کہ وہ بغیر عمل کے دوسروں کی صلاحیتوں اور دوسروں کو پیدا وار سے خود منافع حاصل کرتے رہیں۔ ایک شخص جو لکھ پتی اور کروڑ پتی ہے وہ باآسانی اس سرمایہ کو سودی قرض کی صورت میں دے کر اس پر پانچ یا چھ فی صد منافع حاصل کر سکتا ہے اور اسے کوئی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑتا سوا اس کے قرض لینے والے کا کل سرمایہ ڈوب جائے جس کا سبب بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ کساد بازاری ہوتی ہے اور لوگوں کی قوت خرید کم ہوتی ہے اور سود در سود ہو کر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ سود خوار سرمایہ دار اپنے مال کے تحفظ کی پیشگی احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرتا ہے اور دیوالیہ مدیون پر اس طرح جھپٹتا ہے جس طرح شکاری اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

سود خوار سرمایہ دار کی یہ بے عملی خود اس کے لئے بھی آرام دہ اور باعث سکون نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر وقت اپنے سرمایہ کی افزائش کی فکر میں لگا رہتا ہے اور اس کے اتلاف سے ڈرتا رہتا ہے اور انہی اندیشوں اور خطرات میں اس کی وہ کیفیت ہو جاتی ہے جو قرآن حکیم نے بیان فرمائی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ

(البقرۃ: ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔

سود خواری کا عمل لوگوں کے لئے خطرات (د ی ک س ر) کا قبول کرنا آسان بنا دیتا ہے یعنی ایک تاجر بجائے اس کے کہ اپنی مالی قدرت کے مطابق تجارت کرے۔ زیادہ فائدے کے حصول کے لئے سودی قرضے حاصل کرتا ہے مگر بعض اوقات اس کی تجارت کا انجام صحیح نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنی اشیائے تجارت اس وقت فروخت نہیں کر سکتا جب وہ انہیں فروخت کرنا چاہے بلکہ سودی قرضے اسے غیر مناسب وقت میں اشیائے تجارت کی فروخت پر مجبور کر دیتے ہیں اور اس طرح نقصان اور افلاس اس پر مسلط ہو جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور سود کی لعنت اس کے گلے کا طوق بن جاتی ہے۔

سود: وجہ کساد بازاری

یہ امر مسلمہ ہے کہ عالمی اقتصادی کساد بازاری کی ایک بڑی وجہ کمپنیوں پر چڑھے ہوئے سودی قرضے کا بوجھ ہوتا ہے۔ یعنی چونکہ وہ ادائیگی قرض پر قادر نہیں ہوتیں اس لئے اپنے سامان تجارت کو سستے داموں فروخت کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور اس مصیبت کا حل یہ تلاش کیا جاتا ہے کہ مختلف طریقوں سے قرضوں کو کم کیا جائے مثلاً کرنسی کی قیمت میں اضافہ کر دینا جیسا کہ امریکہ نے ۱۹۳۴ء میں کیا یا براہ راست قرضوں میں کمی کر دینا جیسا کہ مصر میں زرعی اصلاحات کے دوران ہوا۔

سودی قرضوں کا ایک اور نقصان یہ ہوا ہے کہ جہاں ایک جانب اس سے بعض سود خوار سرمایہ داروں میں ذخیرہ اندوزی اور جمع کرنے کی حرص پیدا ہوئی ہے وہاں بعض لوگوں میں اسراف بے جا کی عادت بھی پروان چڑھائی ہے کہ کیونکہ ایسا مسرف شخص جب دیکھتا ہے کہ اسے سودی قرض مل سکتا ہے تو وہ مستقبل کی پرواہ نہیں کرتا اور بوقت ضرورت بنک سے سودی قرض لے لیتا ہے۔

سود کی لعنت سود خواروں کو جوئے اور قمار میں لگا دیتی ہے اور ریس اور لاٹری وغیرہ جیسے کاموں میں سرمایہ لگا کر جلد نفع حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں اور اس طرح بیک وقت تین گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لوگوں کا مال باطل طریقے پر کھانا۔

قانونی جرم کا ارتکاب

اور دوسرے لوگوں کو جرم پر آمادہ کرنا۔

سود: نفسیاتی اضطراب کا سبب

سودی کاروبار اور سودی لین دین نفسیاتی اضطراب پیدا کرتا ہے اور اقتصادی نظام میں ایسے نشیب و فراز پیدا کرتا ہے جس سے لوگوں میں قلق و اضطراب بڑھتا ہے کہ سود خوار میں شدید لالچ پیدا ہوتا ہے اور بھوک پیدا ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی سعی کا پھل زیادہ سے زیادہ خود حاصل کرے اور یہ لالچ ہر شخص میں ابھارتا ہے کہ وہ وہ کچھ حاصل کرے جو اس کی مقدرت میں نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرص ولالچ کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے قلب میں اضطراب اور احساس میں قلق اور شعور میں بے چینی پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اطباء نے کہا ہے کہ حرص ولالچ امراض قلب پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں خون کا دباؤ (BLOOD - PRESSURE) پیدا ہوتا ہے۔ خون میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ خون کے جریان میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ دماغ کی شریانیں پھٹ جاتی ہیں۔ اور اچانک موت واقع ہوجاتی ہے ڈاکٹر عبدالعزیز اسماعیل نے اپنی کتاب (الاسلام والطب الحدیث) میں لکھا ہے کہ سود اکثر امراضِ قلب کا سبب ہے۔

غرض اس اقتصادی نظام کے بجائے۔ جس میں ہمیشہ قرض دینے والا فائدہ میں رہتا ہے اور اکثر حالات میں مقروض نقصان میں رہتا ہے۔ ایک ایسا اقتصادی نظام تشکیل دیا جائے جس میں قرض دہندہ اور قرض وصول کرنے والا دونوں نفع ونقصان میں شریک ہوں تو یہ زیادہ باعث اطمینان، زیادہ عدل وانصاف سے ہم آہنگ اور انسانیت کے لیے زیادہ موزوں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور حرمتِ سُود

سود کی حرمت قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کی تحریم پر سلف صالحین اور علمائے امت کا اجماع ہے اور عصر البعد عصر تمام فقہاء امت کا اس کی حرمت پر اتفاق رہا ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں مسلمان اس کی حرمت پر مطمئن رہے ہیں۔

قرآن کریم میں حرمتِ سُود تین مواقع پر بیان ہوئی ہے۔

(الف) وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (الروم: ۳۹)

جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے۔ اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا۔ اور جو زکوٰۃ جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، اسی کے دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں۔

یہ سورۃ روم کی آیات ہیں جو مکہ میں اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مشرکین کے درمیان موجود تھے۔ ان آیات میں حق سبحانہ، نے سُود کی برائی بیان فرمائی اور زکوٰۃ کی فضیلت بیان فرمائی جس سے ضمناً سُود کی حرمت معلوم ہوئی اگرچہ یہاں پر سود کی قطعی ممانعت نہیں بیان کی گئی ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلامی دعوت کے ہر مرحلے میں سُود غیر فطری طرزِ عمل تصور کیا گیا ہے اور مکی دور میں جب کہ تفصیلی احکام نہیں بیان کئے گئے تھے۔ سود کی ناپسندیدگی کا صاف اظہار کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۳۰-۱۳۲)

اے ایمان لانے والو! یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو۔ اور اللہ سے ڈرو، اُمید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔ اور اللہ اور رسول کا حکم مان لو۔ توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا

ان آیات میں حرمتِ سود قطعی طور پر بیان کر دی گئی ہے، قبحِ ربا کی وضاحت کر دی گئی ہے اور سود میں پنہاں ظلمِ عظیم کی تصریح کر دی گئی ہے کہ دائن (قرض دہندہ) اصل مال سے چند در چند زائد وصول کر لیتا ہے۔

سود کی شناعت

غرض قرآن نے سود کی سخت شناعت بیان کی تاکہ نفس میں اس سے کراہت پیدا ہو اور لوگ اس سے باز رہیں کہ جب مقروض اصل قرض کی ادائیگی سے بھی قاصر ہو اس وقت اسے اصل سے بھی چند در چند زیادہ دینا پڑے، پھر یہ اضافہ سال بسال بڑھتا چلا جائے اور قرض دہندہ بغیر کسی نقصان، اور بغیر کسی کسب کے اور بغیر کسی عمل کے یہ فائدہ (سود) حاصل کرے۔ تو یہ بہت ہی بری صورت ہے۔

بعض علماء نے آیت میں وارد اضعافاً مضاعفۃ (چند در چند) کا مفہوم یہ لیا ہے کہ یہ قرضوں سے متعلق ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قرض پر سال بسال سود میں اضافہ کرتے جاتے تھے اور اس طرح اصل قرض میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا تھا، اسی لئے اسے ربا جاہلیت کہا گیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ
وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا
فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَٰلِكُمْ
لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ
وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (البقرۃ: ۲۷۵۔۔۔۲۸۰)

جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اُس شخص کا ہوتا ہے۔ جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ اور اس حالت میں اس کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں "تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے" حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خواری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا سو کھا چکا۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا ہاں جو لوگ ایمان لے آئیں، اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ان کا اجر بیشک ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں۔

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو۔ اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اُسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اصل لینے کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ تمہارا قرضدار تنگ دست ہو، تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور جو صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

تحریم سود کا قطعی حکم

حُرمتِ سُود سے متعلق یہ آیات مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین ماہ قبل نازل ہوئیں اور ان آیات میں سُود کی حُرمتِ قطعی بیان کی گئی ہے اور اس تحریم کو درج ذیل تین امور سے وابستہ کیا گیا ہے۔

۱۔ مشرکین مکہ کا استدلال یہ تھا کہ ربا (سُود) درست ہے اس لئے کہ سُود کے ذریعے سے حاصل ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا کسب اسی طرح کا کسب ہے جس طرح تجارت میں ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح ایک شخص تجارت میں قیمت خرید اور قیمت فروخت کے فرق سے منافع کماتا ہے اسی طرح وہ اپنا مال دوسرے کو دے دیتا ہے جو خرید و فروخت کرتا ہے اور قرض دہندہ کو اس کے منافع میں شرکت کر لیتا ہے اگرچہ وہ نقصان میں شریک نہیں ہوتا نیز ایک اور طرح بھی سود بیع کی طرح ہے کہ بائع اشیائے تجارت کو جب فروخت کرتا ہے تو نقد قیمت اور ہوتی ہے اور قرض قیمت اور ہوتی ہے۔

(ب) قرآن نے حرمتِ ربا کو ارکان اسلام۔ یعنی نماز اور روزے کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حرمتِ سود سے انکار دراصل فریضۂ دینی کا انکار ہے کیونکہ تحریم ربا اسلامی اقتصادیات کی اساس ہے اور اس فاضلانہ اساس پر اسلامی تہذیب استوار ہے، اسی لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ جو ربا کو حلال سمجھتا ہے وہ درحقیقت اللہ سے برسر جنگ ہوتا ہے، کہ اسلامی اقتصادیات اس کسب خبیث سے پاک اور منزہ ہے۔

(ج) ان آیات میں ربا کی تحدید کی گئی ہے کہ جو مال راس المال پر زائد ہو وہ ربا ہے اسی لئے فرمایا کہ

وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝

(البقرۃ : ۲۷۹)

اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اصل لینے کے تم حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

غرض مندرجہ بالا قرآنی آیات سے سود کی قطعی حرمت ثابت ہوتی ہے اور اس امر میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ سود ہر صورت میں حرام ہے۔ علاوہ بریں قرآن کریم نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ ربا جملہ آسمانی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ اور خود یہود پر بھی سود حرام تھا۔ ان کی سود خواری پر غضب الٰہی نازل ہوا ہے۔

ان تمام آیات سے دو امور ثابت ہوتے ہیں اور ان میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

۱۔ ربا کا لفظ اہل عرب میں متعارف تھا اور ان کے نزدیک اس کا لغوی مفہوم متعین تھا، یعنی مدت کے بالمقابل قرض کی اصل رقم میں اضافہ، قرآن کریم کی نص میں اس ربا کو حرام قرار دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ربا جاہلیت فرمایا۔ یہ مفہوم اس قدر واضح اور متعین ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔

۲۔ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ مدت کے بالمقابل قرض کی اصل رقم میں اضافہ ربا ہے اور اس پر نصِ قرآنی منطبق ہوتی ہے اور اس پر جو شخص شک کرتا ہے وہ ہرگز درست نہیں ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنتِ نبویؐ اور حرمتِ سود

سنت نبویؐ میں بھی سود کی حرمت وارد ہوئی ہے چنانچہ بعض احادیث میں قرآن میں بیان کردہ نوع ربا کی توضیح کی گئی ہے اور بعض احادیث میں ربا کی ایک اور قسم بیان کی گئی ہے جو قرآن میں بیان نہیں ہوئی ہے قرآن میں جس ربا کی حرمت بیان ہوئی ہے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"تم پر سے تمام ربا جاہلیت ختم کر دیا گیا ہے، صرف راس المال تمہارا ہے کہ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم ہو اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں"

نیز مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ

"جاہلیت کا ہر ربا ختم ہے۔ تمہارے لیے اصل راس المال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے"

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ

"ربا نسیئہ (ادھار) میں ہے"

ربا نسیئہ وہی ربا ہے جس کی حرمت قرآن میں بیان ہوئی ہے یعنی یہ کہ قرض دہندہ مدت کے بالعوض اصل رقم کی واپسی میں اضافہ کرے۔

اشیاء فروخت کا ربا

سنت نبویؐ میں ربا نسیئہ کے علاوہ ایک اور سود کی نوع کو حرام قرار دیا گیا ہے اور یہ بیعات (اشیائے فروخت) کا ربا ہے، یعنی وہ اشیاء جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں کہ ان کی نوع کے ایک ہونے کی صورت میں ان کی بیع ہاتھ در ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مماثلت کے ساتھ ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت عبادۃ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"سونا سونے کے بدلے برابر سرابر چاندی چاندی کے بدلے برابر سرابر کھجور کھجور کے بدلے برابر سرابر گندم گندم کے بدلے برابر سرابر نمک نمک کے بدلے برابر سرابر جو جو کے بدلے برابر سرابر جس نے زیادتی کی یا زیادتی طلب کی اس نے سود لیا۔ ہاں سونے کو چاندی کے بدلے ہاتھ در ہاتھ جس طرح چاہے فروخت کرو۔ گندم کو کھجور کے بدلے ہاتھ در ہاتھ جس طرح چاہے فروخت کرو اور جو کو کھجور کے بدلے ہاتھ در ہاتھ جس طرح چاہے فروخت کرو۔"

اس حدیث میں بعض اشیاء کی فروخت میں ربا کی ایک نوع بیان کی گئی ہے اور نوع کے ایک ہونے کی صورت میں مقدار کی یکسانیت لازم قرار دی گئی ہے۔ یعنی سونے کی سونے کے ساتھ بیع میں مقدار میں مماثلت بھی شرط ہے اور فوری قبضہ بھی لازم ہے لیکن اگر اجناس میں اختلاف ہو تو مقدار میں یکسانیت لازم نہیں ہے جیسے جو کو گندم کے بالعوض فروخت کیا جائے تو یکسانیت تو لازمی نہیں ہے مگر فوری قبضہ لازمی ہے یکسانیت کی صورت میں زیادتی کو فقہاء ربا الفضل کہتے ہیں، اور قبضہ میں تاجیل (تاخیر) کو ربا النساء کہا ہے اور یہ دونوں اقسام بیع کے ربا کی ساتھ خاص ہیں اور سنت نبوی میں بیان ہوئی ہیں، جب کہ قرآن کریم نے ربا نسیئہ کو بیان کیا ہے یعنی قرض میں مدت کے بالعوض قرض پر زیادتی ربا نسیئہ ہے۔

ربا نسیئہ جس کی حرمت قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے اسے فقہاء نے ربا جلی کہا ہے اور اس کی تحریم پر فقہائے امت کا اتفاق ہے اور اس کی تحریم کا منکر قرآن کی نص قطعی کا منکر ہے اور اس کا انکار ایسا ہے جیسا کہ نماز اور روزہ کا انکار کہ قرآن کریم نے سود کھانے والے سے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان فرمایا ہے۔

اسلامی اصطلاح

قرآن میں بیان کردہ ربا عرب میں پہلے ہی متعارف تھا جب کہ ربا بیوع جو سنت میں بیان ہوا ہے خالص اسلامی اصطلاح ہے اور سنت نبوی سے اس کی تحریم ثابت ہوئی ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ربا کو ربا الجاھلیۃ فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوبکر الجصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ

"وہ ربا جو اہل عرب میں متعارف تھا وہ یہ تھا کہ وہ درہم اور دینار قرض دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مدت ادائیگی کے بالعوض اصل پر اضافہ وصول کرتے، یعنی اصل پر زیادتی اس مدت (مہلت) کا معاوضہ ہوتی تھی، جو ادائیگی میں دی جاتی، قرآن نے اس کو باطل کر دیا اور حرام قرار دیا اور فرمایا ــــ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ اور فرمایا ۔ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا ۔'

بہر حال یہ ربا کی سب سے مکروہ صورت ہے اور یہی عملاً ان معاشروں میں جاری رہی ہے جن کی اساس سود پر قائم ہوئی ہے اور جن کا نظام اقتصاد سود پر استوار ہے۔

اس سود کی حرمت میں تاریخ اسلام کے کسی بھی دور میں کوئی اختلاف نہیں رہا ہے تاآنکہ بعض "سودی سر دل" میں سود کا سودا سما گیا اور ان سودادی عقول نے یہ سمجھ لیا کہ دنیا میں غیر سودی نظامِ اقتصاد چل ہی نہیں سکتا!

سود کی اس قسم کے بارے میں امام احمدؒ سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ربا نسیئہ کی حرمت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے اور مدت مہلت کا اس سے اضافہ طلب کرے۔

یہ ربا جلی ہے اور اس کے علاوہ ربا خفی کی اقسام ہیں، جیسا کہ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ

'ربا جلی، ربا نسیئہ ہے، جس کا جاہلیت میں لین دین ہوتا تھا کہ قرض کی ادائیگی میں جس قدر تاخیر ہوتی اسی قدر اس پر اضافہ کر دیا جاتا اور اس طرح سیکڑوں کے قرض سے ہزاروں بن جاتے'

فقہائے صحابہ میں سے بعض نے ربا نسیئہ ہی کو ربا منصور کیا ہے اس لئے کہ فرمان نبوتؐ ہے کہ

' نسیئہ ہی میں ربا ہے'

چنانچہ المغنی نے حضرت ابن عباسؓ، اسامہ بن زید، زید بن ارقم اور ابن الزبیر صرف ربا نسیئہ ہی کو ربا سمجھتے تھے، مگر حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا لیکن حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن عباس کی وفات کے وقت تک ان کے ساتھ رہا اور انھوں نے صَرف سے رجوع نہیں کیا یعنی اپنے اس قول سے کہ سونے کی سونے کے ساتھ فروخت اور چاندی کی چاندی کے ساتھ فروخت میں تفاضل جائز ہے۔ البتہ قبضہ شرط ہے اور ربا صرف وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے یعنی ربا نسیئہ، نیز سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے ان کی وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بیس روز قبل بیع صرف کے بارے میں پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

بہر حال جس ربا کو سنت نے بیان کیا ہے اس میں مذکورہ بالا اختلاف منقول ہے جب کہ ربا نسیئہ کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور یہ مکمل ربا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا فرمان کا مطلب بھی یہی ہے کہ مکمل ربا، صرف نسیئہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربا نسیئہ اور ربا بیوع میں تفریق کی اہمیت

قرآنِ کریم میں جس ربا کی حرمت بیان ہوئی ہے وہ مدت کے بالمقابل زیادتی کے مفہوم میں ہے اور اس مفہوم کو ہم نے تفصیل سے اس لئے بیان کیا ہے کہ ہمارے اس دور میں بعض ماہرین اقتصادیات اور بعض علماء یہودیوں کے وضع کردہ سودی نظام سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ وہ سودی نظام کو ایک لازمی اقتصادی ضرورت سمجھنے لگے ہیں اور اس فہم نارسا کے تحت وہ قرآنِ کریم کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو بلحاظ تعبیر قرآن بھی غلط ہوتی ہے اور بلحاظ زبان و لغت بھی باطل ہوتی ہے۔

ان میں سے بعض ربا کے مفہوم میں شک پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ربا کے مفہوم میں اختلاف رہا ہے۔ حالانکہ فقہاء کے مابین جو اختلاف رائے ہے وہ ربا فضل اور ربا نسیئہ کی اصطلاحات اور ان کے مفہوم کے تعین میں ہے کہ ربا فضل یا ربا بیوع سنت کی متعین کردہ اسلامی اصطلاح ہے جبکہ قرآنِ کریم کے بیان کردہ ربا نسیئہ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بنکوں کا عالمی نظام جس سود پر چل رہا ہے اور جس پر لوگوں کا تعامل ہے وہ وہی ربا ہے جس کی قرآن نے حرمت بیان کی ہے اور جس کی حرمت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

تہذیبِ جدید سے متاثر حضرات کی رائے

تہذیبِ جدید سے متاثر بعض حضرات نے اس صدی کے آغاز میں یہ کوششیں کی ہیں کہ دورِ جدید کے معاملات میں اور قرآن کریم کے احکام میں تطبیق پیدا کی جائے۔ اس سلسلے میں ان کے بعض جستہ جستہ اقوال بھی موجود ہیں۔ جن میں انہوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ سودی معاملات کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ فقہائے کرام انہیں کس حد تک سودی معاملات قرار دیتے ہیں۔ ان حضرات کے یہ اقوال کسی متعین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے اور کسی واضح فکر کی نشاندہی نہیں کرتے۔ لیکن اس کے باوجود بعد کے لوگوں نے یہ کوشش کی ہے کہ شیخ محمد عبدہ نے بنک کے سود کو جائز کہا ہے، حالانکہ تلاش کے باوجود ہمیں ان کا کوئی واضح قول ایسا نہیں ملا جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ کسی بھی حد تک بنک کے سود کے جواز کے قائل تھے۔ البتہ انکے شاگرد سید رشید رضا نے بنک کے بعض سود کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے جس میں وہ قطعی طور پر ناکام رہے ہیں۔ بالفرض اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ شیخ محمد عبدہ اور ان کے ہم عصر رفقاء بنک کے سود کی کسی نوع کو جائز سمجھتے تھے تو ان کے اس قول کی قرآن کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور محض انکے کہہ دینے سے وہ شے جائز نہیں ہو جائے گی جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ جس کی سنت نبوی میں تصریحات موجود ہیں اور جس پر صحابہ کرام کا اجماع رہا ہے۔

دو حقیقتیں

اس مقام پر دو حقیقتوں کا بیان موزوں ہوگا۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے ربا کو حرام قرار دے کر ایک ایسے اقتصادی نظام کا تصور دیا ہے جس میں صرف سرمایہ ہی کارفرما نہ ہو اور جس میں کوئی کسب بغیر اندیشۂ نقصان کے نہ ہو۔ جبکہ سودی نظام میں محض راس المال (سرمایہ) بھی کسب حاصل کر سکتا ہے اور بغیر خطرۂ نقصان کر سکتا ہے۔ یعنی اسلام کی نظر میں یہ صورت ہرگز جائز نہیں ہے کہ ایک تاجر قرض لے اور اس قرض پہ تجارت کرکے خواہ اسے فائدہ ہو یا نقصان قرض دینے والے کو ایک مقررہ رقم ادا کرے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں بھی تمام اقتصادی نظام سود پر قائم نہیں ہیں بلکہ اللہ کی وسیع زمین میں آج بھی کئی ایسے اقتصادی نظام موجود ہیں جو سود کی اساس پر قائم نہیں ہیں۔ بعض ایسے بھی نظام اقتصاد وجود میں آچکے ہیں جن میں سرمایہ ختم کر دیا گیا ہے یا اس کی تحدید کر دی گئی ہے اگر اسلام کا اقتصادی نظام جاری ہو تو وہ سرمایہ کو بھی برقرار رکھے گا اور ملکیت کی بھی اجازت دے گا۔ لیکن اس اقتصادی نظام میں شرط یہ ہوگی کہ سرمایہ بغیر اندیشۂ نقصان کے کسب حاصل نہیں کر سکے گا۔ اور محض سرمایہ کسب کا ذریعہ نہیں بنے گا۔ تو یہ ایک نظامِ عدل ہوگا اور اس میں کوئی ناانصافی نہ ہوگی۔

قرآنِ کریم نے جس سود کو حرام قرار دیا ہے وہ قرض کی مدت کے بالمقابل اصل میں اضافہ ہے خواہ وہ قرض نجی مصارف کے لئے ہو یا کاروبار اور تجارت کے لئے، کیونکہ قرآن کریم کی نص عام ہے اور تاریخی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات بتاتے ہیں کہ اہلِ عرب تجارت اور کاروبار ہی کے لئے سُودی قرض کا لین دین کیا کرتے تھے۔

ارسطو کی رائے

ربا النسیئہ یا ربا جلی کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور اس کی ہر نوع اور ہر مقدار حرام ہے اور اس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور بلا سُودی اقتصادی نظام انسان کی فطرت سلیمہ سے ہم آہنگ ہے۔ چنانچہ ارسطو کہتا ہے کہ

"سُود ایک ایسا طریقۂ کسب ہے کہ جس میں زرِ نقد زرِ نقد کماتا ہے جو کہ خلاف طبع ہے کیونکہ زرِ نقد اس لئے ہے کہ وہ مبادلہ کا ذریعہ بنے اور اس مبادلہ سے کسب حاصل ہو۔"

ارسطو کی نظر میں ربا (سُود) فطرتِ سلیمہ کے خلاف ہے اس لئے کہ سیم وزر کا وجود سامان اور اشیاء کے مقیاس اور ان کی قیمتوں کے تعین کے لئے ہے اور خود سیم وزر (زر نقد) سے سیم وزر پیدا کرنا اور کمانا خلاف فطرت اور طبائع اشیائے کے برخلاف ہے۔ زرِ نقد انسانی تعامل (TRANSACTION) میں ایک ایسی وحدت ہے جس سے اشیاء کی قیمتوں کا تعین ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہوا کہ ان کا زرِ نقد ہونے کا یہ معیار ہر زمانے میں اور ہر مقام پر باقی رہے اور یہ خود اشیائے صرف نہ بن جائیں کہ مقام و زمانے کے لحاظ سے خود زرِ نقد کی قیمتوں میں اختلاف ہو جائے کیونکہ زرِ نقد کے معیار اشیاء ہونے کے اصول میں فرق اقتصادی ابتری سے آتا ہے۔

چونکہ زرِ نقد معیار اشیاء ہے اور یہ وہ وحدت (UNIT) ہے جس سے قیمتوں کا تعین ہوتا ہے اس لئے کسب کا ذریعہ تجارت ہی ہے اور زرِ نقد زرِ نقد کو پیدا نہیں کرتا۔

سرمایہ کے بارے میں تین رویے

معقول اور مطابق فطرت اقتصادی نظام میں سُود کی حرمت امر واضح اور لازم ہے۔ کیونکہ راس المال (سرمایہ) کے بارے میں انسانیت کے تین رویے ہیں۔

ایک رویہ یہ ہے کہ سرمایہ کو پوری مقدرت حاصل ہے اور اس پر کوئی حد و پابندی نہیں ہے اور سرمایہ خود سرمایہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور بغیر عمل کے کر سکتا ہے اور بغیر اندیشۂ نقصان کے کر سکتا ہے یعنی سرمایہ ہمیشہ اور ہر حالت میں پیداوار دینے والا ہے۔ یہ رویہ سُود خوروں کا ہے جن کا نظام اقتصاد اب ساری دنیا پر مسلط ہے اور یہودی فکر اس میں جاری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا رویہ جسے اشتراکیوں (SOCIALISTS) نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ سرمایہ پر کچھ پابندیاں عائد کی جائیں اور قوم ذرائع پیداوار کی مالک ہو اور بغیر عمل کثیر کے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرے اور سود پر کسی پابندی کے بغیر سرمایہ کی پیداوار میں پوری قوم شریک ہو۔

تیسرا رویہ یہ ہے کہ سرمایہ کو اور اس کے ثمرات کو بالکل ختم کر دیا گیا اور سود کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور صرف اصلی ضروریات کی تکمیل کی اجازت دی گئی۔

اسلامی شریعت اور سرمایہ

سرمایہ کے بارے میں تہذیب جدید کے یہ تین رویے ہیں۔ جبکہ اسلامی شریعت میں اور بغیر تحریف کے تمام آسمانی مذاہب میں سرمایہ (راس المال) کو اور عمل کو محترم قرار دیا گیا ہے اور کسب پر کچھ ذمے داریاں اور پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں سرمایہ ایسا پیداواری ذریعہ نہیں ہے جس میں نقصان کا کوئی احتمال نہ ہو۔ اور بغیر عمل کے محض سرمایہ سے حاصل ہونے والا فائدہ جائز نہیں ہے اسی لئے شریعت نے سود کو حرام قرار دیا کہ سود ایسا فائدہ ہے جو صاحب سرمایہ کو بغیر اندیشہ نقصان اور بغیر عمل فائدہ پہنچاتا ہے۔ یعنی اسلام اس صورت کو جائز قرار نہیں دیتا کہ کچھ لوگ گھروں میں اور رمانڈلیوں میں بیٹھے رہیں اور اہل ضرورت کا شکار کرتے رہیں، تاجروں کو سودی قرضے دے دیں اور ان کی تجارت پر بغیر نقصان کے ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہیں۔

اسلام ان سود خواروں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے اعلانِ جنگ کرتا ہے اور یہ اعلانِ جنگ درحقیقت بنی نوع انسان پر بے حد رحم و کرم ہے کیونکہ سود ایسی لعنت ہے جو انسانیت کو معاشی تباہی کے جہنم میں دھکیل دیتا ہے۔

سود کی لعنت ہی کمپنیوں اور مال گھروں کی تباہی کا باعث بنتا ہے کہ کساد بازاری کے وقت وہ سود کے بوجھ کے بغیر قرضوں کی ادائیگی سے قاصر ہوتی ہیں اور سود کی جس مقدار کا ان سے مطالبہ ہوتا ہے ان کی پیداوار اس کو پورا کرنے سے قاصر ہوتا ہے اور اس کا علاج یہی ہوتا ہے کہ قرضوں میں کمی کر دی جائے اور سود پورا ختم کر دیا جائے۔ جیسا کہ امریکہ کے صدر روز ویلٹ نے ۱۹۳۲ء میں کیا اور جیسا کہ مصر نے جائیداد کے قرضوں کے تساوی سے یہی اقدام کیا۔

یعنی سودی اقتصادی نظام بھی سودی سیلاب پر بند باندھنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ سود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَیعِ عِینہ کا حیلہ

ربا النسیئہ اسلامی شریعت میں بلاشک و شبہ حرام ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ حرمت ربا میں شریعت میں کوئی اختلاف ہے وہ شریعت پر افترا باندھتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ ربا النسیئہ کے مفہوم میں فقہاء کا اختلاف ہے وہ بھی کاذب بیان ہے کہ ربا النسیئہ کا مفہوم بالاتفاق یہی ہے کہ اصل قرض میں مدت ادائیگی کے بالعوض اضافہ، جیسا کہ ہم جصاص وغیرہ کے اقوال بیان کر چکے ہیں۔

سُود کی قطعی حرمت بہت سے مریض نفوس میں الجھن پیدا کرتی رہی ہے اور وہ اس پابندی سے آزاد ہو کر اس غیر حلال مال کے حصول کے کوشاں رہے ہیں۔ لیکن بہر حال پچھلے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت جاگزیں تھی اور وہ یہ جسارت نہیں کرتے تھے کہ نصوصِ شریعت کو توڑ مروڑ کر پیش کریں اور ان نصوص کی دور دراز کی تاویلیں کریں بلکہ وہ شریعت کی پابندیوں سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کرتے تھے چنانچہ سود کی حرمت سے بچنے کے لئے انہوں نے ایک حیلہ یہ وضع کیا تھا کہ قرض دہندہ مقروض کو قرض دیتے وقت بیع کی ظاہری صورت اختیار کرتا جسے بیع عینہ کہا جاتا تھا اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ قرض دہندہ مقروض کو کوئی شے (مثلاً) سو روپے مُوَجَّل (جن کی ادائیگی بعد میں ہو) کے بدلے فروخت کرتا، اور مقروض اسی شے کو قرض دہندہ کو اسّی روپے (فوری ادائیگی) مُعَجَّل میں دے دیتا، اسی طرح مقروض کے ذمے سو روپے کی ادائیگی لازم ہو جاتی۔ حالانکہ اس نے اسّی روپے وصول کئے ہوئے ہوتے اور بیس روپے کا فرق ادائیگی کی مہلت کا معاوضہ بن جاتا ـــــ اس حیلہ کے ذریعے انہوں نے سُود کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اور اس فرمان الٰہی کے مخاطب بن گئے تھے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

(البقرۃ: ۹)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیع عینہ کا حیلہ

ربا نسیئہ اسلامی شریعت میں بلاشک وشبہ حرام ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ حرمت ربا میں شریعت میں کوئی اختلاف ہے وہ شریعت پر افترا باندھتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ ربا نسیئہ کے مفہوم میں فقہاء کا اختلاف ہے وہ بھی کاذب بیان ہے کہ ربا نسیئہ کا مفہوم بالاتفاق یہی ہے کہ اصل قرض میں مدت ادائیگی کے بالعوض اضافہ، جیسا کہ ہم حصاص وغیرہ کے اقوال بیان کر چکے ہیں۔

سود کی قطعی حرمت بہت سے مریض نفوس میں الجھن پیدا کرتی رہی ہے اور وہ اس پابندی سے آزاد ہو کر اس غیر حلال مال کے حصول کے کوشاں رہے ہیں۔ لیکن بہر حال پچھلے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت جاگزیں تھی اور وہ یہ جسارت نہیں کرتے تھے کہ نصوصِ شریعت کو توڑ مروڑ کر پیش کریں اور ان نصوص کی دور دراز کی تاویلیں کریں بلکہ وہ شریعت کی پابندیوں سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کرتے تھے چنانچہ سود کی حرمت سے بچنے کے لئے انہوں نے ایک حیلہ یہ وضع کیا تھا کہ قرض دہندہ مقروض کو قرض دیتے وقت بیع کی ظاہری صورت اختیار کرتا جسے بیع عینہ کہا جاتا تھا اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ قرض دہندہ مقروض کو کوئی شے (مثلاً) سو روپے مؤجل (جن کی ادائیگی بعد میں ہو) کے بدلے فروخت کرتا، اور مقروض اسی شے کو قرض دہندہ کو اسی روپے (فوری ادائیگی) معجل میں دے دیتا، اسی طرح مقروض کے ذمے سو روپے کی ادائیگی لازم ہو جاتی۔ حالانکہ اس نے اسی روپے وصول کئے ہوئے ہوتے اور بیس روپے کا فرق ادائیگی کی مہلت کا معاوضہ بن جاتا ـــــ اس حیلہ کے ذریعے انہوں نے سود کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اور اس فرمان الٰہی کے مخاطب بن گئے تھے۔

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

(البقرۃ:۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔ اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

آئمہ فقہاءؒ کے دور میں 'بیع عینہ' کا یہ حیلہ جاری ہو چکا تھا چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ بیع عینہ کا حیلہ جو سود حاصل کرنے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے میرے نزدیک پہاڑوں سے زیادہ ثقیل ہے۔

میرے نزدیک اگر سود کے بارے میں یہ کہنا ممکن ہو کہ فلاں سود خوار فلاں سود خواروں سے بہتر ہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ سود حاصل کرنے کے لئے بیع عینہ کا حیلہ کرنے والے پچھلے لوگ آج کے حیلہ جو سود خواروں سے بہتر تھے۔ اس لئے کہ وہ نصوص شریعت میں شک و شبہ پیدا نہیں کرتے تھے بلکہ سود کو حرام ہی سمجھتے تھے اور اس کو حرام سمجھ کر کوئی ایسا حیلہ کرتے تھے جو کہ ظاہر شریعت کے مطابق بیع کی ایک صورت کی شکل میں ظاہر ہوتی تھی۔ جبکہ آج کے حیلہ جو سود خوار ایسے راستہ پہ گامزن ہیں جس کی ابتداء گناہ اور جس کی انتہا اسلام سے خروج ہے۔

ہمارے یہ آج کے حیلہ جو سود خوار تہذیب مغرب پر ایمان رکھتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اس لئے کہ جب تک وہ اپنے مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں میں انہیں اسلام سے باہر کیسے کہہ سکتا ہوں، البتہ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اسلام کو اپنے تہذیب مغرب پر ایمان کے تابع بنا لیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے تو یہ جواب میں کہتے ہیں کہ یورپ میں زنا کی اب بہت سی صورتیں قانونی اور مہذب قرار پا چکی ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یورپ میں شراب پانی کی جگہ پی جاتی ہے اور قرآن نے یہ تو نہیں کہا کہ شراب نہ پیو بلکہ صرف بچنے کے لئے کہا ہے اور جب ان کے سامنے حرمت کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام بنک بند کر دیئے جائیں۔ حالانکہ فلاں عالم نے جائز کہا ہے۔

یہ لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حق کو اپنی خواہشات کے مطابق بنا لیں، ستم بالائے ستم یہ کہ نام نہاد دین کے جاننے والے اور دانشور بھی کہنے لگتے ہیں کہ سود کی فلاں قسم جائز ہے اور بنکوں کا سود اس ربا کے مفہوم میں نہیں آتا جس کی قرآن نے حرمت بیان کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُسلم علماء اور ربا

حقیقی معنوں میں عالم دین جو قرآن و سنت اور سلف صالح کے منقول آثار پر ماہر ہو۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں رکھتا کہ ربا حلی یا ربا جلی یا ربا النسیئہ حرام قطعی ہے اور اس کی ہر صورت اور ہر نوع حرام کہ اس کی حرمت قرآن میں وارد ہوئی ہے اور قرآن کا حکم عدل نازل ہو گیا

وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

(البقرہ : ۲۷۹)

اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اصل لینے کے تم حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

فقہائے امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرآن میں جس ربا کی حرمت بیان کی گئی ہے وہ قرض کی مدت ادائیگی کے بالمقابل اضافہ ہے اور حرمت سود پر تمام ادیان سماوی متفق رہے ہیں اور اس کی تحریم میں ہی انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ بالخصوص امت مسلمہ کی صلاح و فلاح انہی امور میں مضمر ہے جن امور سے اسے پہلے صلاح و فلاح حاصل ہوئی ہے۔

لیکن تہذیب مغرب نے مسلمانوں کی فکر و عمل کے جملہ مقاییس کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تہذیب نوی پر ایمان رکھنے والے بعض تعلیمیافتہ حضرات ۔ اگرچہ وہ بہت ہی کم تعداد میں ہیں ۔ کم مقدار میں سود کی حلت کے قائل ہوئے ہیں اور انھوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ سود کی بعض اقسام کی قلیل مقدار میں کوئی حرج نہیں ہے بیسویں صدی کے آغاز میں جب اس رائے کا اظہار کیا جب بھی علماء اسکی علمی اور فکری تردید کی اور اب پھر چند سالوں سے اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی تردید کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربا کے مفہوم کے غیر متعین ہونے کا دعویٰ

یہ حضرات کہتے ہیں کہ لفظ ربا کا مفہوم متعین نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"تین امور ایسے ہیں جن کے بارے میں میری خواہش یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی عہد نامہ دے دیتے جس کی جانب ہم رجوع کرتے۔ جد، کلالہ اور ابواب ربا۔"

نیز آپ نے فرمایا تھا کہ

"قسم بخدا ہمیں نہیں معلوم کہ ہو سکتا ہے ہم تمہیں ایسے امور کا حکم دیتے ہوں جو تمہارے لئے موزوں نہ ہوں اور ایسے امور سے تمہیں روک دیتے ہوں جو تمہارے لئے بہتر ہوں۔ قرآن میں سب سے آخر میں آیات ربا نازل ہوئیں، اور آپؐ ان کے بیان سے پہلے وفات فرما گئے اس لئے تم شک والی باتوں کو ترک کر کے ایسے امور اختیار کرو جن میں شک نہ ہو۔"

اسی قسم کے اقوال صحابہ سے یہ حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ ربا کا مفہوم پوری طرح واضح اور متعین نہیں ہے۔ اس کی حرمت کا حکم بھی قطعی نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کے کلام کا مفہوم

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے اس فرمان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ربا کے مفہوم سے واقف نہیں تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ربا کی بعض صورتیں (ابواب ربا) ان پر مخفی تھیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ دوسرے قول سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پر ربا کی تمام صورتیں مخفی تھیں تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ مقررا در

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت اصول یہ ہے کہ خاص اور عام دونوں کی موجودگی میں عام کو خاص پر محمول کیا جاتا ہے۔ یعنی حضرت عمرؓ کے دوسرے فرمان کے عموم کو پہلے ارشاد کے خصوص پر محمول کیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آیت قرآن میں وارد ربا کی حرمت کی توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی حالانکہ اس کے بیان کی ضرورت نہیں تھی اس لئے کہ ربا جاہلیت اہل عرب میں متعارف تھا اور آپؐ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ۔ ربا جاہلیت ختم کر دیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ جاھلی انساب اور تاریخ کے عالم تھے، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ انہیں ربا جاھلیت کا علم نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ ارشاد اس لئے فرمایا تھا کہ اگر سنت سے مزید وضاحت حاصل ہوتی تو جن امور کے بارے میں یہ شائبہ ہو سکتا ہے کہ ان میں ربا ہے ان سے بھی احتراز کیا جاسکتا تھا، چنانچہ آپؓ نے فرمایا کہ

" ربا اور ریبہ (شائبہ ربا) دونوں ترک کر دو "

آپؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ ربا کے لفظ کے مفہوم میں شک ہے اس لئے اس کی حرمت کے حکم کو ترک کر دو اور جس شے کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے اس کو حلال کر لو۔

بہر حال حکم قرآنی میں کوئی التباس نہیں ہے کہ ربا جاہلیت حرام ہے اور کسی بھی صحابی کو اس بارے میں کوئی تامل نہیں تھا۔ چنانچہ جصاص فرماتے ہیں کہ

> " ربا جاہلیت کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس کا مفہوم قرض پر مدتِ ادائیگی کے عوض اضافہ ہے یعنی یہ اضافہ اس مہلت کا بدل ہے اور اسی کو قرآن نے باطل اور حرام قرار دیا ہے "

ربا کی اس نوع (ربا جاھلیت) کو اگر سنت نے نہیں بیان کیا ہے تو یہ تو خود ہی واضح ہے، دراصل بیان سُنت اور توضیح رسول کی 'ربا بیوع' میں ضرورت تھی جس کی حرمت سُنت سے ثابت ہے۔

یہ حضرات جو درحقیقت چاہتے ہیں کہ بنک کے سود کو کسی نہ کسی صورت جائز قرار دے دیں، دعویٰ کرتے ہیں کہ ربا نسیئہ پر اجماع نہیں ہے اور اس کی دلیل میں کوئی ایک قول پیش کر کے اللہ کے حرام کردہ حد کو حلال کرنا چاہتے اور احکام الٰہی کے ساتھ مذاق کرتے ہیں کہ تہذیب جدید نے ان کے دین و ایمان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعویٰ کہ پیداواری قرض پر سُود حرام نہیں ہے

ان حضرات کا ایک دعویٰ یہ ہے کہ اسلام نے جس سُود کو حرام قرار دیا ہے وہ اس قرض کا سُود ہے جو جو صرف کرنے اور ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا ہو، لیکن اگر پیداواری مقاصد کے لئے قرض لیا گیا ہو تو اس پر سود حرام نہیں ہے۔ یعنی ان کے نزدیک سُود کی حرمت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس میں سرمایہ سے انتفاع اس شرط کے ساتھ نہیں ہوتا کہ منتفع خسارہ میں بھی شریک ہو گا جیسا کہ وہ نفع میں شریک ہے بلکہ ان کے نزدیک حُرمت سود کی وجہ مروت اور اخلاق ہے کہ اگر ایک شخص اپنی ذاتی ضروریات کے حصول کیلئے یا بیٹی کو جہیز دینے کے لئے قرض لیتا ہے تو اس قرض پر سُود لینا اخلاق اور مروت کے منافی ہے لیکن اگر کوئی شخص تجارت کے لئے کاروبار کے لئے اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے قرض لیتا ہے تو اخلاق اور مروّت اس امر میں مانع نہیں ہے کہ اس سے سُود وصول کیا جائے۔ بلکہ تقاضائے عدل یہ ہے کہ قرض دہندہ محدود فائدہ کے ساتھ قرض لینے والے کے کسب میں شریک ہو جائے بالخصوص جبکہ کسب کی شرح بھی بہت زیادہ ہو۔

اس طرزِ استدلال کا جواب یہ ہے کہ تحریم ربا ایک نفع بخش سرمایہ کی اقتصادی تنظیم ہے تاکہ ہر انسان عمل کرے اور جو عمل نہ کر سکے وہ اپنا مال دوسرے کو عمل کے لئے اس قید کے ساتھ دے کہ وہ نفع و نقصان میں شریک ہو گا۔ یعنی عدل یہ نہیں ہے کہ ایک فریق کو ہمیشہ اور لازماً فائدہ حاصل ہو اور ایک فریق معرض خطر میں ہو اور جب بھی خسارہ ہو تو وہ ہی برداشت کرے۔

پیداواری اور غیر پیداواری قرض پر سُود

مزید براں قرآن کریم کی آیت تحریم ربا عام ہے اور اس میں پیداواری اور غیر پیداواری قرض کی کوئی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ ربا کے لفظ کا مفہوم اگر محض زیادتی ہے تو سرمایہ پر ہر زیادتی اور اضافہ ربا ہو گا اور اگر آیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وارد ربا کے لفظ سے ربا جاہلیت مراد ہے تو اس امر پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ جاہلیت میں تمام سودی قرضے ذاتی مصارف کے لئے جاتے تھے اور پیداواری قرض نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے برعکس تاریخ اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اہل عرب کے قرضے پیداواری تھے کہ قریش کا تجارت میں مصروف رہنا اور تجارتی لحاظ سے مکہ کی مرکزیت اسی جانب اشارہ کرتی ہے کہ ان کا سودی قرضوں کا لین دین پیداواری مقاصد کے لئے تھا۔ کیونکہ اہل عرب کی زندگی ابتدائی سادہ زندگی تھی اور انکی ضروریات متنوع نہیں تھیں اور ذاتی ضروریات کے لئے قرض ان معاشروں میں لیا جاتا ہے۔ جن میں افراد کی ضروریات متنوع ہوں اور سماجی زندگی زیب و آرائش کی زندگی ہو اور اپنی آمدنی سے اپنی ضروریات کو نہ پورا کر سکیں۔ جبکہ سادہ معاشروں میں جن کے افراد کی ضروریات محدود ہوں بالعموم لوگ ذاتی مصارف کے لئے طویل مدت کے قرض نہیں لیتے اہلِ عرب کی غذا کھجور اور دودھ تھی اور کم ہی ایسے افراد تھے جن کے پاس یہ غذائی اشیاء موجود نہ ہوں اور اگر کوئی ایسی صورت ہوتی بھی تو کرمِ عرب ان کی کفالت کرتا تھا۔ اہل عرب کی کرم نوازی کی روشنی میں یہ امر قابلِ تصور نہیں ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے پاس لوگ اپنی غذا اور لباس کے لئے قرض لینے آتے ہوں اور وہ انہیں بغیر سود کے قرض نہ دیتے ہوں۔ حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت میں سود پر قرض دیا کرتے تھے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۔

'جاہلیت کا سُود ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلبؓ کا سُود ختم کرتا ہوں'

ظاہر ہے کہ حضرت عباسؓ یہ قرض کاروبار کے لئے دیتے تھے تاکہ اس سے بذریعہ سود منافع حاصل کریں اور یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ ان لوگوں کو سُود پر قرض دیتے ہوں جو اپنے کھانے پہننے کی ضرورتوں کے لئے قرض لینے آتے ہوں۔

رحلۃ الشتاء والصیف

دراصل مکہ کے محل وقوع کی بنا پر قریش اس علاقہ کے تاجر بن گئے تھے کیونکہ اس وقت ایران اور روم کے درمیان بیشتر تجارت خشکی کے راستے ہوتی تھی اور اسلام سے قبل جب ایران اور روم کی جنگوں میں شدت آگئی تو ان کی یہ تجارت شام اور یمن کے راستے سے ہونے لگی اور قریش مکہ ایرانی سامان تجارت یمن سے شام لے جانے اور روم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان تجارت شام سے یمن لے جاتے تھے اور موسم سرما میں یمن کی جانب سفر کرتے اور موسم گرما میں شام کی جانب سفر کرتے تھے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (قریش: ۱-۴)

"چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس، لہٰذا ان کو چاہیئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔"

بہر حال چونکہ قریش تاجر تھے اور یمن اور شام کی جانب تجارتی سفر کرتے رہتے تھے اس لئے لازم ہے کہ ان کی تجارت میں یہ تین صورتیں وقوع پذیر ہوتی ہوں، ایک یہ کہ بعض افراد اپنے مال سے اور اپنے عمل سے تجارت کرتے ہوں۔ دوسرے یہ کہ بعض افراد مضاربت کے طریقہ پر اپنے مال سے تجارت کرتے ہوں اور اس طرح صاحب مال نفع نقصان میں صاحبِ عمل کے ساتھ شریک ہوتا ہو، تیسرے یہ کہ بعض سود پر اپنا مال تجارت کے لئے دیتے ہوں اور بغیر نقصان کا خطرہ برداشت کئے ہر حال میں فائدہ اٹھاتے ہوں۔ تاریخی واقعات اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ اہلِ عرب سُود پر کاروبار کے لئے رقمیں دیا کرتے تھے چنانچہ جس قافلہ قریش پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ کا ارادہ فرمایا تھا، اس میں تمام قریش کے لوگوں کا مال تھا اور کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اپنا مال نہ دیا ہو۔ بلاشبہ ان میں بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنا مال بطریق مضاربت دیا ہو جس کو اسلام نے بھی ازاں بعد برقرار رکھا اور ان میں بہت سے ایسے لوگوں کا بھی مال ہوگا جنہوں نے اپنا مال بغیر خسارے کے خطرے میں شریک ہوئے ہر حال میں حصول منافع (سُود) کی شرط پر دیا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عباس اور ان جیسے مال و دولت والے قریش کے افراد لبسا اوقات خود بھی اپنے مال سے تجارت کرتے ہوں گے اور بعض مرتبہ سُود پر دوسروں کو قرض دیتے ہوں گے اور اس طرح نفع حاصل کرتے ہوں گے۔

بنی المغیرہ قریش میں خاصے اہم مقام کے حامل تھے اور انہوں نے ثقیف سے سُود پر قرض لیا تھا، جسے (سُود کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساقط کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ قرض برائے تجارت ہی لیا ہوگا

www.KitaboSunnat.com

اپنی کھانے پہننے کی ذاتی ضروریات کے لئے نہ لیا ہوگا۔

غرض یہ فرض کرنا کہ اہل عرب میں جو سودی لین دین ہوتا تھا وہ ذاتی مصارف کے لئے ہوتا تھا اور پیداواری امور کے لئے نہیں ہوتا۔ ایک باطل مفروضہ ہے اور نص قرآنی عام ہے۔ الفاظ قرآنی سے اس بات کی جانب کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

اسلام تحریم سود کے ذریعے ایک ایسا اقتصادی نظام برپا کرنا چاہتا ہے جس میں محض سرمایہ بغیر خطرۂ نقصان کے کارفرما نہ ہو۔ ایک محض عقلی مفروضہ پر نص قرآنی کی تخصیص نہیں ہو سکتی بالخصوص جبکہ اس باطل مفروضہ کے حق میں کوئی دلیل بھی موجود نہیں ہے، مزید یہ کہ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرض کی مدت کے بالمقابل اصل میں اضافہ ربا سود ہے، اور اس پر صحابہ کرام، تابعین اور فقہائے مجتہدین کا اجماع ہے۔

قرآنِ کریم میں ربا کی حرمت کا بیان زکوٰۃ کے ساتھ ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ جو سود قرآن نے حرام کیا ہے وہ ذاتی مصارف کے لئے لئے جانے والے قرض پر سود ہے۔ کیونکہ قرض حسن کی کوئی بھی صورت ہے وہ ایک درجے میں صدقہ ہی ہے بلکہ ہر خیر صدقہ ہے اور حرام کا عدم ارتکاب بھی صدقہ ہے، حتیٰ کہ اپنی بیوی سے تعلق جسمانی بھی صدقہ ہے۔ بعض صحابہ کرام کو اس پر تعجب ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس تعلق کو ناجائز طور پر قائم کرلے تو کیا اس پر گناہ نہ ہوگا، اسی طرح اس کے جائز طریقے کے اختیار کرنے پر ثواب بھی ہے۔ مزید برآں یہ کہ لوگوں کا مال باطل طریقہ پر کھانے کا جذبہ بخل سے پیدا ہوتا ہے جبکہ صدقہ نفع عام کی خواہش کا نتیجہ ہے اور یہ دونوں امر متضاد ہیں یعنی جہاں سود ہوگا وہاں لازماً بخل ہوگا۔ اور جہاں صدقہ ہوگا وہاں لازماً فیاضی اور مہربانی ہوگی۔ اور قرآن مومن کو بخل کی پستی سے نکال کر کرم نوازی اور مہربانی کی رفعت عطا کرتا ہے۔

قرآنِ کریم اور سنتِ نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذہنی اختراعات کا کوئی دخل نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے سودخواری کے ماحول نے اور مادی تہذیب کے اثرات نے کچھ لوگوں کے ذہنوں کو اس حد تک مسموم کر دیا ہے کہ وہ باطل کو حق اور حق کو باطل تصور کرنے لگے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تاخیر کے ساتھ ادائیگی کی فروخت کی قیمت کے فوری ادائیگی کی قیمت سے زائد ہونے سے

استدلال

سود کی حلت کا فتوی دینے کی کوشش کرنے والے حضرات نے ایک استدلال یہ بھی کیا ہے کہ فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بیع موجل (جس کی ادائیگی بعد میں ہو) کے ذریعے فروخت ہونے والی شے کی قیمت بیع معجل (فوری ادائیگی کی حامل فروخت) سے زائد ہوسکتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شے بیع موجل

(فوری ادائیگی کی حامل فروخت) سے زائد ہوسکتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شے

بیع موجل کی صورت میں فروخت ہوتی، اور اس شے کی قیمت بیع معجل سے زائد تھی، پھر کسی وجہ سے اس کی فوری ادائیگی لازمی قرار پاگئی تو اس کی قیمت میں کمی کرکے اسے بیع معجل کے مساوی کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدت کے بالعوض اضافہ جائز ہے اور اس صورت میں اور ربا میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ قرآن نے جب سود کی حرمت بیان کی تو کفار قریش نے یہی کہا تھا کہ بیع بھی ربا ہی کی طرح ہے کہ بیع (خرید و فروخت) میں بھی فائدہ ہوتا ہے اور سود میں بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ نے اسکا جواب دیا کہ نہیں بیع اور ربا مماثل نہیں ہیں بلکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے۔

ان حضرات کا یہ اعتراض درحقیقت فقہاء پر نہیں ہے بلکہ خود اللہ سبحانہ پر ہے۔ اور ان کے اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ فروخت ہونے والی شے ایک استعمالی شے ہے جس کی اپنی منفعت اور افادیت ہے اور اس کی قیمت میں وقت کے تغیر سے فرق ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر فروخت کنندہ اس قیمت کے تغیر کو ملحوظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہوئے بعد میں ادائیگی کی صورت میں اضافہ کر دے اور اس قیمت سے زائد وصول کرے جو وہ فوری ادائیگی کی صورت میں کرتا تو یہ جائز ہے جب کہ نقود قیمتوں کے تعین کی اکائی ہیں اور ان پر وقت اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ وہ استعمالی اشیاء اور سامان نہیں ہیں کہ ان کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہے۔

اسی مذکورہ اصول کی بنا پر بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شے بالتاخیر ادائیگی کے طور پر فروخت ہوئی ہو اور پھر اس کی فوری ادائیگی ہو جائے تو اس کی قیمت میں اس مدت کی بقدر کمی کی جائے۔ لیکن یہ متاخرین فقہاء کا قول ہے اور ہمیں صرف الدر المختار باب المرابحہ میں ملا ہے۔ چنانچہ اس باب میں ایک جزئیہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے کوئی شے اس طور پر خریدی کہ وہ ایک مدت مقررہ کے بعد اس کی قیمت ادا کرے گا، لیکن خریدار پہلے ہی مر گیا تو اس شے کی قیمت فوری طور پر لازم ہوگی لیکن اس شے کی قیمت میں اتنی ہی کمی کی جائے گی جتنی کہ مدت مقررہ کے بعد اس کی ادائیگی (بیع موجل) کی بنا پر اس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ اور ابن عابدین ہیں جو کہ متاخرین فقہاء نے اس جزئیہ کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور ابوالسعود عماری کو بھی یہ رائے پسند آئی ہے اور غالباً اس لئے پسند آئی ہے اس ذریعے سے سلیمان قانونی مغربی تصورات فقہ اسلامی میں داخل کر سکے۔ اسی علمائے اتراک نے اپنے فتاویٰ میں اسے قابل اعتنا متصور نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین فقہاء کی رائے اس کے برعکس ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر رازی لکھتے ہیں کہ اگر کسی پر ایک ہزار درہم مؤجل ہوں اور دہندہ اس سے کچھ کمی کر دے تاکہ وہ فوری ادائیگی کر دے تو یہ کمی اس مدت کے بالمقابل ہوگی اور ربا کے ہم معنی ہوگی۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریۂ ضرورت

کسی بھی مسلمان کے لیئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اباحت سُود کا قائل ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے بعض مسلمان ماہرین نے سُود کی اباحت سے فلسفۂ ضرورت بھی تراشا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی معیشت کا مدار بنکوں پر ہے اور بنک اپنا کاروبار سود کی اساس پر کر رہے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ سُود میں اقتصادی فوائد بھی موجود ہیں کہ مال تجوریوں میں منجمد ہونے کے بجائے قومی مصرف میں آجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں ضرورت کا جو تصور ہے اس کے مطابق سود کی حلت کی کوئی صورت نہیں نکلتی کیونکہ یہ اصول کہ ضرورت کے وقت ممنوع شے جائز ہو جاتی ہے انفرادی معاملات میں ہے اجتماعی معاملات میں نہیں کیونکہ اجتماعی معاملات میں ضرورت کے اصول کو کارفرما کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ پورا معاشرہ سُود کھانے پر مجبور ہو گیا ہے اور یہ مجبوری اس درجے تک پہنچ گئی جس درجے میں بھوکے شخص کو مردار اور خنزیر کھانا جائز ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب استفسار کیا گیا کہ ضرورت، کا وہ کون سا مرحلہ ہے جس میں حرام حلال ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ "جب تمہارے پاس صبح وشام کے کھانے کے لیئے کچھ نہ ہو اور تم سبزی تک نہ پاؤ"

کیا سُود کھانے کی ضرورت اسی درجے کی ضرورت ہے کہ ہم حرام کو حلال قرار دے لیں۔ کیا قرض دہندہ اس مرحلے میں ہے کہ اس کے پاس صبح وشام کھانے کو کچھ نہیں ہے؟ ہو سکتا ہے کہ کسی قرض لینے والے کی یہ حالت ہو لیکن قرض دہندہ کی تو یہ حالت نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء نے فرمایا ہے کہ ضرورت سے محرمات مباح ہو جاتی ہیں اور یہ کہ دین میں حرج نہیں ہے۔ اسی بنا پر انھوں نے محرکات کی دو قسمیں کی ہیں، محرم لذاتہ جو ضرورت ہی کے وقت جائز ہو سکتا ہے اور محرم لغیرہ جیسے عورت کے جسم کو دیکھنا کہ وہ زنا کا ذریعہ بنتا ہے۔ محرم لغیرہ حاجت کے وقت جائز ہو جاتا ہے جیسے برائے علاج عورت کے جسم کو دیکھنا۔ اور حاجت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے بغیر انسان زندہ رہ سکے لیکن خرج اور تنگی ہو۔ جب کہ ضرورت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے ترک سے انسان کے یا اس کے کسی عضو کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

ربا جلی محرم لذاتہ ہے اور ایسی کون سی ضرورت آگئی ہے جس سے یہ حرام حلال ہو جائے، کہ محرم لذاتہ حاجت سے حلال نہیں ہوتا بلکہ ضرورت سے حلال ہوتا ہے۔ کیا اسلامی ممالک کی اقتصادی صورت حال ضرورت کے اس درجے میں ہے کہ اس کے بغیر انسانوں کا اتلاف لازم آئے گا یا یہ صرف حاجت ہے۔ کیا سود ضرورت کے اس مفہوم میں ہے جس کو شریعت نے بیان کیا ہے؟ کیا فی الواقع ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ کسبِ حلال کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا ہے اور سدِّ رمق کے لئے کوئی حلال شے باقی نہیں رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے

فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ ضرورت کے وقت حرام شے بقدر سدِّ رمق ہی جائز ہے، امام مالکؒ نے اس میں قدرے وسعت اختیار کی ہے اور فرمایا ہے کہ صرف سدِّ رمق نہیں ہے بلکہ مضطر پیٹ بھر کے کھا سکتا ہے اور اگلے وقت کے لئے اسے رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر حرام زمین کے ایک حصہ پر چھا گیا ہو اور جس کا سب علیہ کا کوئی طریقہ باقی نہ رہا اور وہاں سے وہ لوگ کسی اور مقام پر منتقل بھی نہ ہو سکتے ہوں تو انفرادی پر سدِّ رمق حرام جائز ہے۔

کیا فی الواقع ہم ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہیں کہ سدِّ رمق بھی ہمیں حلال نہیں ہو سکتا اور ہم سودی نظام میں بھی کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت نہیں ہے۔

حرمتِ سود بالکل واضح ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم بجائے اس کے کہ سود کی حلت کے بہانے تلاش کریں۔ اپنی معیشت کو غیر سودی معیشت بنانے کی سعی کریں۔

امت اسلامیہ کی اقتصادیات کی تنظیم نو

بہر حال کوئی ایسی اقتصادی یا اجتماعی ضرورت موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے جو مسلمان کو سُود کے کھانے پر مضطر کر دے اگرچہ وقتی طور پر ہی سہی کیونکہ ضرورت ارتکاب حرام کا مستقل ذریعہ نہیں بنتی۔ بنک دولت پاکستان کے مشیر پروفیسر محمود ابوالسعود نے ہمارے اس نقطہ نظر کی بڑی اچھی توضیح کی ہے اور ان کی اس تحریر کو 'المسلمون' نے شائع کیا ہے اس مضمون میں انھوں نے امت اسلامیہ کی اقتصادی تنظیم کا خاکہ بیان کیا ہے اور یقیناً یہ ایسا خاکہ ہے جس پر عمل کر کے امتِ اسلامیہ غیر سودی معیشت قائم کر سکتی ہے جس کی برکات اور فوائد ظاہر ہوں گے اور مسلمان اور سود کے گناہ کبیرہ سے محفوظ ہو سکیں گے کہ رِبا سُحت ہے۔

سُود کے خاتمہ پر تین اعتراضات

سُود کے بالکلیہ اختتام کے بارے میں علمی سطح پر تین طرح کے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں۔

(۱) سود کے بالکلیہ اختتام کے بعد ان معاملات اور معاہدوں کا کیا ہو گا جو سُود کی بنیاد پر کیے گئے ہونگے۔ کیا بنکوں کے تمام قرضے ختم ہو جائیں گے اور ہر معاملہ اور معاہدہ ختم ہو جائے گا؟

(۲)۔ ہر ریاست جدید دور میں حفاظت خود اختیاری کے لئے اسلحہ کی محتاج ہے اگر کوئی ریاست نقد اسلحہ حاصل نہ کر سکتی ہو اور قرض کے بغیر اس کے پاس اسلحہ کی خریداری کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو کیا یہ ایک قومی حالت اضطرار متصور ہو گی جس کی اساس پر وہ سُود پر قرض لے کر اسلحہ کی ضرورت پوری کرے؟

(۳) جب کوئی شخص قرض لینے پر مضطر ہو اور اس کو علاوہ سُود کے کوئی قرض دینے کیلئے تیار نہ ہو اور اس کے پاس رقم کے حصول کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور اسے اپنے جسم کے کسی حصہ کا آپریشن کرانا ہو اور کوئی ڈاکٹر بغیر اجرت کے تیار نہ ہو اور بغیر آپریشن اس کی موت واقع ہو سکتی ہو تو کیا یہ حالت اضطرار نہیں ہے کہ اس حالت میں وہ سُود پر قرض لے سکے۔

جس علمی سیمینار میں یہ سوال سامنے رکھے گئے تھے خود اس کانفرنس کی متفقہ رائے یہ تھی کہ کوئی ایسی اقتصادی ضرورت موجود نہیں ہے جس کی بنا پر وقتی طور پر ہی سودی نظام کا تعامل جائز ہو اور یہ دلیل کہ چونکہ ایک سُودی نظام قائم ہے۔ اس لئے اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔ شرعی نقطہ نظر سے کوئی وزن نہیں رکھتی بلکہ اس کا اصول سبب دینی احساس کی کمی اور دُوں ہمتی ہے۔

ازاں بعد ہم پہلے تیسرے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص سُود پر قرض لینے پر مجبور ہے اور اتنا مجبور ہے کہ سُود پر قرض لینا اس کے لئے روا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری حالت میں سُود کے قرض لینے والے کے حق میں جواز پیدا ہوتے سے ہر شخص کے لئے اپنی مرضی اور اختیار سے سُودی معاملات کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ خود اس حالت میں بھی قرض دہندہ گنہگار ہوگا اور اس کے لئے سُود لینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

دوسرا اعتراض کہ اگر کوئی قوم اپنے تحفظ کے لئے سُودی قرضہ لے کر اسلحہ کی خریداری پر مجبور ہو۔ درحقیقت یہ اعتراض بالکل فرضی ہے اور اس کا واقعی صورت حال سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ریاست اسلحہ کی خریداری کے لئے ٹیکس عائد کر سکتی ہے۔ قرض حسنہ کے طور پر اپنی قوم کے لوگوں سے قرض لے سکتی ہے اور اس طرح متعدد تدابیر اختیار کر سکتی ہے۔ لیکن اگر فرض کیجئے کہ کوئی ریاست اس حال کو پہنچ جائے کہ کہیں سے کوئی غیر سُودی مدد حاصل نہ کر سکے اور بغیر سودی قرضہ پر اسلحہ لیئے وہ اپنا دفاع نہ کر سکے اور دشمن اس کو ملیامیٹ کر دے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی قوم ملیامیٹ ہی ہو جائے تو بہتر ہے کہ یہ صورت سود کے کھانے کی نہیں بلکہ سُود کے قوم کو کھا جانے کی ہے اور ایسی قوم تمام کی تمام گناہ گار ہوگی کہ اس نے اپنی تیاری سے کیوں اغماض برتا، کیونکہ اسلحہ کے کارخانے قائم نہیں کئے اور کیوں اپنے قومی ذرائع کو اپنے استحکام میں صرف نہیں کیا۔

حالانکہ فرمان الٰہی ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال: ۶۰)

اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو۔

بہرحال یہ ضرورت کی صورت حال نہیں ہے بلکہ مُکرہ کی ایک فرضی صورت حال ہے۔

اکل ربا (سود خواری) حرام لذاتہ ہے اور ضرورت کی اس صورت میں حلال ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اور سُود پر قرض لینا حرام لغیرہ ہے کہ سود کے ذریعے کو روکنے کے لئے سُود پر قرض لینا بھی حرام ہے، اور جو شے سدّ ذریعہ کے طور پر حرام ہو وہ بوقت حاجت جائز ہو جاتی ہے اور جو شخص سود پر قرض دیتا ہے وہ دونوں کے گناہ سمیٹتا ہے کہ اللہ سبحانہ نے سُود کھانے والے، سُود کے مؤکل اور اس کے گواہ اور کاتب پر لعنت فرمائی ہے مگر اس لعنت میں بھی تفاوت ہے کہ سُود کھانے والے پر اصالتاً ہے اور اور لوگوں پر تبعاً ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود پہ قرض لینے کی فی الواقع ایسی کوئی ضرورت موجود نہیں ہے جس سے سود جائز ہو جائے اور اگر ایسی کوئی ضرورت رونما ہوتی ہے تو اس کا تعلق کسی ایک فرد سے ہوتا ہے اور اجتماعی ضرورت نہیں ہوتی۔

جہاں تک پہلے اعتراض کا تعلق ہے کہ سود کے بالکلیہ اختتام کے بعد وہ معاملات اور معاہدات بھی کالعدم قرار پائیں گے۔ جو سودی نظام کے تحت وجود میں آئے ہیں۔ حالانکہ قانون موثر بماضی نہیں ہوتا۔ اس بارے میں ہم حکم قرآنی بیان کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝

(البقرۃ: ۲۷۸-۲۷۹)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو۔ (اور سود چھوڑ دو) تو اصل لینے کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

پچھلے سود کے بارے میں یہ آیت واضح ہے کہ گزشتہ معاملات سود سے صرف اصل مال باقی رہے گا اور یہی اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب: ۳۶)

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اُسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔

غرض جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا کے ضمن میں اس قاعدہ کو ماضی کے ربا پر منطبق فرمایا ہے چنانچہ آپ نے صرف اصل مال کو باقی رکھا اور سود کو ختم کر دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سُود ختم کرتا ہوں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس سے معاملات ختم ہو جائیں گے اور معاہدے ٹوٹ جائیں گے تو ہم جواب کہیں گے جو معاہدات سُود پر مبنی ہوں۔ انہیں ختم ہی ہو جانا چاہیئے کیوں کہ یہ معاملات گناہ ہیں اور فساد کے حامل ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ایمان صادق، اخلاص قوی، عزم کامل اور نیت صالحہ کی ضرورت ہے اگر یہ چیز موجود ہو تو تمام معاملات آسان ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربا میں کوئی مصلحت نہیں ہے

سود کے حامی کہتے ہیں کہ سودی نظام اقتصادی نظام ہے اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ اموال ذخیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حرمت ربا اسلام کے اقتصادی نظام کی اساس ہے اور اس میں عظیم مصلحت پنہاں ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں پر نہ کھائیں۔ کیونکہ اسلام ایسے کسب کو جائز نہیں قرار دیتا جس میں نہ محنت و عمل شریک ہو اور نہ اندیشۂ نقصان ہو بلکہ اسلام تحریم ربا کے ذریعے یہ مصلحت ملحوظ رکھتا ہے کہ سرمایہ کسی پر زیادتی کا سبب نہ بنے اور پورے معاشرے کی مصلحت مدِ نظر رہے

اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ ان ہر دو نظاموں سے کون سا زیادہ مفید ہے کیا وہ نظام مفید ہے جو سود کو جائز قرار دیتا ہے یا وہ نظام مفید ہے جو سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ سود کے جواز کی یہ مصلحت بیان کی جاتی ہے کہ اس سے تمام سرمایہ اقتصادی تعامل میں شامل ہو جاتا ہے اور پیسہ تجوریوں سے نکل کر تجارت گاہوں اور صنعتوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور پیداوار کا ذریعہ بن جاتا ہے اور بغیر اندیشۂ نقصان کے ہر شخص اپنی کم و بیش بچت بنکوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ جس سے ایک فائدہ خود بچت کرنے والے کو ملتا ہے کہ اسے مقررہ مقدار میں منافع مل جاتا ہے اور دوسرا عام اقتصادی فائدہ ہوتا ہے اور پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سودی نظام اس اعتبار سے بھی عادلانہ ہے کہ اگر قرض لینے والا سود سے مستفید ہوتا ہے تو قرض دہندہ بھی اس سے مستفید ہو اور دونوں کو مقررہ حصہ ہو جائے۔ مزید براں اگر صنعتی، زرعی، تجارتی اور جائیداد میں شراکت منافع کو روا بناتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ قرض کی اساس پر شراکت منافع میں دونوں کو شریک نہ بنائے؟ حالانکہ ان دونوں میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں ہے کہ ایک میں منافع غیر محدود اور غیر متعین ہے اور دوسری میں منافع محدود اور متعین ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر ہم اس نقطۂ نظر کا تنقیدی جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سود کی تحریم میں جو مصلحت پنہاں ہے اس کے سامنے اس مذکورہ مصلحت کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی کیونکہ خود سود اس بیان کردہ مصلحت، اور افزائش پیداوار میں حارج ہو جاتا ہے کیونکہ سرمایہ دار کا سرمایہ براہ راست پیداواری امور میں ذمے داری کے ساتھ شریک نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک کو سود پر قرض دے دیتا ہے اور وہ تیسرے کو یہ سرمایہ سود پر دے دیتا ہے حالانکہ اگر ہر شخص اپنی ذمہ داری پر اپنا سرمایہ کاروبار میں لگائے اور نفع نقصان میں شرکت کی اساس پر اس کی ذمے داری برادری برداشت کرے۔

اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر براہ راست پیداوار پر آمادہ کیا ہے اور تجارت اور تمام پیداواری ذرائع کے ذریعے سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"یتیم کے مال کو تجارت میں لگاؤ تاکہ زکوٰۃ اسے ختم نہ کر دے۔"

اسلام نے نقود کو اموال نامیہ (GROWING WEALTH) قرار دیا ہے اور اس پر زکوٰۃ عائد کی ہے اور مال رکھنے والے کو آمادہ کیا ہے کہ وہ اس مال کو پیداوار میں لگائے اور زیادہ عادلانہ طریقہ پر مضاربع اور منافع میں شرکت کرے۔

سود کے اقتصادی مفاسد سود کی جو مصلحت بیان کی گئی ہے وہ براہ راست نفع نقصان کی شراکت کی بنیاد پر شریک کاروبار ہونے میں جو مصلحت ہے اس کے بالمقابل بالکل بے حقیقت ہے کیونکہ بغیر اندیشۂ نقصان کے یہ ہو سکتا ہے کہ قرض لینے والا صرف اتنا ہی منافع حاصل کرے جتنا سود دیتا ہے اور اس طرح اقتصادی بحران پیدا ہو جبکہ نفع و نقصان کی بنیاد پر شراکت میں ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ دور جدید کے ماہرین اقتصادیات نے خود اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ سود سے تمام اموال پیداواری امور میں مصروف نہیں ہوتے بلکہ بعض لوگ محض سود کے حصول ہی کو کسب بنا لیتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اپنی دولت روک لیتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے مال سے کس قدر پیداوار حاصل ہو رہی ہے۔

سود بچت پر آمادہ نہیں کرتا بلکہ بچت پر یہ خواہش آمادہ کرتی ہے کہ آدمی کے پاس راس المال ہو جس سے وہ منافع حاصل کرے۔ لارڈ کینز نے یہی اصول بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سود بچت کی نفسیاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگیزنہیں ہے کیونکہ سود کی شرح متعین ہوتی ہے اور اس کا یہ تعین تیز اقتصادی ابھار چڑھاؤ کا ساتھ نہیں دیتا جس کی بنا پر کاروباری سرگرمی پیدا کرنے کے بجائے کساد بازاری کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ سود کی مقررہ شرح پر جب لوگ رضامند ہو جاتے ہیں تو وہی شرح نوبہ نو بدلتے حالات و عوامل اور متغیر معاشرے میں قائم رہتی ہے اور یہی اس کا بڑھاؤ کساد بازاری پیدا کر دیتا ہے اور بالآخر سود کلی طور پر مصادِ پیداوار پر اثر انداز ہو جاتا ہے[1]۔

اس سے معلوم ہوا کہ سود دینے میں کوئی عمومی مصلحت نہیں ہے اور سود اقتصادیات میں افزائش پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کی جڑ میں مارتا ہے اور اگر سود دینے میں کوئی مصلحت حاصل بھی ہوتی ہے تو وہ صرف قرض دہندہ کی مصلحت ہوتی ہے اور بعض حالات میں قرض لینے والے کی بھی مصلحت پوری ہوتی ہے۔ لیکن اسلام کے نظام اجتماعیت کا تقاضا یہ ہے کہ فرد کی مصلحت کے بجائے معاشرے کی مصلحت پر ترجیح دی جائے اور بڑے نقصان سے بچنے کے لئے کم نقصان کو برداشت کیا جائے۔

بعض حضرات یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیداواری مراکز اپنی پیداوار میں اضافے کے لئے قرضوں کے حاجتمند ہوتے ہیں اس لئے وہ مقررہ منافع (سود) کے حامل سرٹیفکیٹس جاری کر دیتے ہیں جن سے بلاشبہ انکی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ پیداواری مراکز سرٹیفکیٹس کے بجائے حصص جاری کریں کیونکہ سرٹیفکیٹس سے کمپنی کے مالکین کے حق میں مال کا احتکار ہوتا ہے جو کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کہ ضرورت کے ہوتے ہوئے شراکت نہ ہونے دینا بڑی مضرت رساں خود ترجیحی ہے۔

دور جدید کی حکومتیں جاگیرداری کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ مگر یہ سرمایہ داری بھی تو جاگیرداری ہی کی طرح ہے اور سرمایہ داروں کا بجائے اپنے کارخانوں وغیرہ میں شراکت کے حصص جاری کرنے قرضوں کے سرٹیفکیٹس جاری کرنا سرمایہ کی جاگیرداری ہے۔

سودی قرضوں کے سرٹیفکیٹس جاری کرنے سے جو کساد بازاری کی لہر آئی ہے۔ اس سے بسا اوقات

---

[1] محمود ابوالسعود کی سود پہ تحقیق۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارخانے اور تجارتی ادارے دیوالیہ ہوجاتے ہیں اور ان میں ان قرضوں پر واجب سود کے ادا کرنے کی قدرت نہیں رہتی اور افراطِ زر کے سوا کوئی صورت باقی نہیں رہتی جیسا کہ ۱۹۲۳ء میں امریکہ میں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ جدید ماہر اقتصادیات سود کی لعنتوں سے پریشان ہے اور یہ محسوس کر رہا ہے کہ سود پر مبنی اقتصادی نظام عصرِ جدید کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا۔ اسی لئے لوبیداورنے کہا ہے کہ موجودہ اقتصادی اضطراب کے اسباب میں سے ایک بنیادی سبب سود ہے۔ یہ سود ہی جو اقتصادی کساد بازاری کے چکروں کا باعث بنتا ہے۔ اسی سے قومی آمدنی کی تقسیم میں ظالمانہ تفاوت رونما ہوتا ہے اور اسی سے بیروزگاری پیدا ہوتی ہے بس کسی نئے اقتصادی نظام کا عدم وجود سودی نظامِ معیشت کے حق میں جا رہا ہے۔ درانحالیکہ بعض ممالک سود کی آفات سے تحفظ کیلئے وسائل پیداوار کی تامیم (INSURANCE) کا ذریعہ اختیار کر رہے ہیں بعض پیداوار کو ریاست کی نگرانی میں دے رہے ہیں اور بعض اس امر کیلئے کوشاں ہیں کہ پیداوار تعاونی تامیم (CO-OPERATIVE INSURANCE) کے ذریعے حاصل ہو۔

حرمتِ سود پر مشتمل نئے نظامِ اقتصاد کی ضرورت

بہر حال دورِ جدید کے ماہرین اقتصادیات کی توجہ اس جانب مبذول ہوچکی ہے کہ ایک ایسا نظامِ اقتصاد وجود میں آئے جس میں کم و بیش ہر طرح سود بالکل ممنوع ہو، قرض دہندہ کو صرف اس کا دیا ہوا سرمایہ ہی واپس ملے اور ہر آمدنی حاصل کرنے والا یا تو از خود اپنے عمل اور اپنے سرمایہ سے منافع حاصل کرے یا نفع و نقصان کی بنیاد پہ دوسرے کو شریک کرے۔

اسلام بھی ایسا ہی اقتصادی نظام چاہتا ہے مگر اسلام حالات کا تابع نہیں ہے اور نہ ہم نے مندرجہ بالا دلائل اسلام کے موقف کی تائید کے لئے پیش کئے ہیں بلکہ یہ دلائل ہم نے ان اصحاب کی تفہیم کے لئے دیئے ہیں جن کو تہذیب مغرب نے اپنے فریب میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ اسی کو ایسا خیر سمجھ رہے ہیں جس میں کوئی شر نہیں ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ موجودہ نظامِ اقتصاد انسانی تجربات پر مبنی ہے اور انسانی تجربات خوب بھی ہوتے ہیں اور ناخوب بھی، اچھے نتائج کے بھی حامل ہوتے ہیں اور بدترین نتائج کے بھی۔ اسی لئے انسانوں کے وضع کردہ نظامِ اقتصاد کو خامیوں سے مبرا سمجھنا غلط ہے اور بالخصوص جبکہ اس کی تائید میں قرآن و سنت کے احکام میں تاویل شروع کر دی جائے، کیونکہ فرض کر لیجئے کہ انسانی تجربہ خود انسان کو اس مرحلے پر لے آتا ہے کہ وہ اپنے لئے غیر سودی نظام وضع کرے تو کیا قرآن و سنت میں دوبارہ تاویل کی جائے گی کہ وہ از سرِ نو غیر سودی نظام کی مؤید بن جائیں! ؟ اس طرح کی سعی یقیناً قرآن و سنت کے استہزاء کے ہم معنی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربا بیوع جس کی حرمت سنت سے ثابت ہے

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"سونا سونے کے بدلے برابر سرابر، چاندی چاندی کے بدلے برابر سرابر، کھجور کھجور کے بدلے برابر سرابر، گندم گندم کے بدلے برابر سرابر، نمک نمک کے بدلے برابر سرابر جو جو کے بدلے برابر سرابر، جس نے اس میں اضافہ کیا یا اضافہ چاہا اس نے ربا کا معاملہ کیا۔ ہاں سونے کو چاندی کے بالعوض جس طرح چاہو فروخت کرو مگر ہاتھ در ہاتھ، گندم کو کھجور کے بدلے جس طرح چاہو فروخت کرو مگر ہاتھ در ہاتھ، جو کو کھجور کے بدلے فروخت کرو مگر ہاتھ در ہاتھ۔"

یہ صحیح حدیث ہے جسے محدثین نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ربا کی یہ قسم اسلامی اصطلاح ہے جس طرح کہ صلاۃ اور زکوٰۃ وغیرہ اسلامی اصطلاحات ہیں۔ چنانچہ امام رازیؒ احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ

"اہل عرب سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے ربا کے ساتھ نسیۂ فروخت سے آشنا نہیں تھے۔ اس لحاظ سے یہ 'ربا' اسی طرح محتاج بیان ہے جس طرح کہ وہ تمام الفاظ شرعیہ جو لغوی معنی سے منتقل کر کے نئے اصلاحی مفہوم کے حامل قرار دیئے گئے جیسے صلاۃ، صوم اور زکوٰۃ وغیرہ۔"

بہر حال یہ حدیث ان چھ اصناف میں بیع کی درج ذیل دو صورتوں میں حرمت پر دلیل ہے۔

۱۔ کسی شے کو اس کی جنس کے ساتھ زیادتی کی صورت میں فروخت کرنا مثلاً سونے کی سونے سے فروخت اس طرح کہ ایک عوض کی مقدار زیادہ ہو اور دوسری کی کم ہو، یہی ربا الفضل (زیادتی) ہے یعنی ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صورت میں تبادلے میں اضافہ۔

... سونے کی، سونے کے بدلے بیعُ مقدار کی یکسانیت کے ساتھ ہو، یا مقدار کے فرق کے ساتھ سونے کی بیع چاندی کے ساتھ ہو۔ لیکن ایک ہی مجلس میں فریقین کا بیعُ پر قبضہ نہ ہو تو یہ ربا النَسا ہے (ربا نسیئہ نہیں جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے)

اس معلوم ہوا کہ مذکورہ چھ انواع سے نوع کے ایک ہونے کی صورت میں مقدار کی برابری اور اسی مجلس میں قبضہ کا عمل میں آنا لازم ہے یعنی اس میں زیادتی (فضل) بھی حرام ہے اور نَسا (تاخیر) بھی حرام ہے اور اگر انواع میں اختلاف ہو کہ نمک کا تبادلہ جو سے کیا جائے تو مقدار میں فرق تو جائز ہے لیکن قبضہ اسی مجلس (بیعُ) میں لازم ہے ورنہ ربا النَسا ہو جائے گا۔

ربا بیوع ایک اختلافی مسئلہ ہے

مذکورہ بالا بیان سے ربا بیوع کی وضاحت ہو گئی جس کی تحریم سنت میں وارد ہوئی ہے اور جو فقہا کے مابین ایک اختلافی مسئلہ ہے اور اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آیا جو چھ انواع حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہی محل ربا ہیں یا اس کے علاوہ بطور قیاس دیگر انواع بھی ہو سکتی ہیں اور یہی وہ پہلو ہے جس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ربا کے بعض پہلو (ابواب) مخفی ہیں اور کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تفصیل بیان فرما دیتے۔

رَبا بیوع کے بارے میں اولین اختلاف حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ صرف ربا نسیئہ کی تحریم کے قائل تھے جس کی تحریم قرآن میں بیان ہوئی ہے۔ اور جسے ربا جاہلیت کہا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اسامہ بن زیدؓ، زید بن ارقم اور عبداللہ بن عبداللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"رَبا صرف نسیئہ میں ہے" (بخاری)

مذکورہ بالا صحابہ کرام اور سعید بن جبیر بھی حضرت ابن عباسؓ کی رائے سے متفق ہیں اور ان کے نزدیک (اشیائے ستہ) کی تحریم کی حدیث صحیح نہیں اور حضرت ابن عباسؓ وقتِ وفات تک اسی رائے پر قائم رہے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد ربا فضل اور رَبا نسا کی قائل ہے اور ان کے نزدیک اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت میں کوئی شک نہیں ہے کہ حدیث صحیح میں اس کی تحریم وارد ہے اور ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں جو ربا کے نسیہ پر مقصد ہونے کو بیان فرمایا ہے تو اس کا مفہوم یہ ہے ربا النسیہ ہی کامل سود ہے کہ یہ فی ذاتہ ظلم ہے اور باطل طریقہ پر مال کا کھانا ہے اور مال کو غلط طریقہ پر بذریعہ کسب بنانا ہے۔

فقہائے کرام کے مابین ایک اختلاف یہ ہے کہ کیا ربا بیوع کی حرمت کے بیان پر مشتمل حدیث امورِ تعبدی میں داخل ہے یا معقول المعنی امور کے زمرہ میں آتی ہے۔ درانحالیکہ فقہاء کے نزدیک بیع (خرید و فروخت) سے متعلق کوئی بھی حدیث امر تعبدی نہیں ہے۔ کیونکہ امورِ تعبدی کی علت بیان نہیں کی جاتی اور ان میں قیاس جاری نہیں ہوتا۔ اس لئے جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ربا بیوع کی حرمت کی حدیث قابلِ علت اور معقول المعنی ہے (یعنی اس میں قیاس جاری ہو سکتا ہے) مگر ظاہریہ اور دیگر فقہاء کے نزدیک کسی نص یا اثر صحابی کی موجودگی میں قیاس روا نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک ربا الفضل انہی چھ اشیاء میں جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور ان پر دیگر اشیاء کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور ان چھ اشیاء کے علاوہ اشیاء کو تفاضل اور تاجیل کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے خواہ ان کی مقدار پیمائش کے ذریعے ناپی جائے یا وزن کے ذریعے معلوم کی جائے اور خواہ وہ شے غذائی ہو اور قابلِ ذخیرہ ہو کیونکہ اصل حلت اشیاء ہے حرمت اشیاء نہیں ہے۔

دیگر فقہاء کے نزدیک اس حدیث میں قیاس روا ہے اور حکم حدیث ان چھ اشیاء کے علاوہ ان اشیاء پر بھی جاری ہوگا جن میں علت تحریم موجود ہوگی چنانچہ ان کے نزدیک کشمش کی کشمش کے ساتھ فروخت میں بھی مقدار کی یکسانیت اور مجلس فروخت ہی قبضہ لازمی ہے۔

علتِ تحریم میں آئمہ اربعہ کی رائے

بہر حال جو فقہاء قیاس کے قائل ہیں ان کے مابین علت تحریم میں اختلاف ہے اور اس علت کے استخراج میں چاروں مسالک کے ائمہ کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک علتِ حرمت دونوں اشیاء تبادلہ ایک ہوں اور ان کی مقدار بذریعہ پیمائش معلوم کی جاتی ہو یا دونوں کی مقدار کا تعین وزن سے ہوتا ہو۔ مثلاً اگر زیت (تیل) کو روئی کے بیج (یعنی بنولے کے تیل کو بنولے کے بدلے) فروخت کیا جائے اور زیتون کے تیل کو زیتون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے فروخت کیا جائے۔ تو مقدار ایک ہونی چاہیئے۔ اور مجلسِ فروخت میں قبضہ ہونا چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک علت تحریم اتحاد جنس مع اتحاد تقدیر ہے کہ دونوں اشیاء یا مکیل ہوں یا موزون ہوں۔ اور در حقیقت یہ ایک ہی علت ہے یعنی اتحاد جنس اس لئے کہ جب جنس متحد ہو گی تو مقدار میں بھی اتحاد ہو گا۔ اور کیل اور وزن سے مقدار کے تعین کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ علت پوری طرح متحقق ہو جائے۔ غرض جب علت موجود ہو گی تفضل (اضافہ) اور نسا حرام ہو جائیں گے۔

اختلاف نوع کے ساتھ مقدار کا اختلاف علّت ناقصہ ہے۔ مثلاً سونے کے تیل کا بجلے سے تبادلہ تو اس صورت میں نسا حرام ہو گا اور تفاضل جائز ہو گا کہ اگر ایک ہی مجلس میں قبضہ ہو جائے تو تفاوت مقدار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فقہائے احناف کے نزدیک مذکورہ علت کے ساتھ فروخت ہونے والی شے کا خوردنی شے (طعام) ہونا یا اس کا قیمتی ہونا قابلِ لحاظ امر نہیں ہے اور نہ ہی یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ وہ شے قابلِ ذخیرہ ہو یا نہ ہو، بلکہ ان کے نزدیک دیکھنا صرف یہ ہے کہ باعتبار کیل اور باعتبار وزن مقدار ایک ہے اور اشیائے تبادلہ کی نوع ایک ہے یعنی اگر دونوں متبادلہ اشیاء ایک ہی نوع کی ہوں اور ان کا وزن اور مقدار ایک ہی ہو تو فضل اور نسا دونوں حرام ہیں اور اگر نوع علیحدہ علیحدہ ہو اور وزن میں اتحاد ہو تو صرف نسا (ادھار) حرام ہو گا۔ ہمارا فقہائے احناف سے اس باب میں اختلاف ہے کہ علّت ہر دو متبادل اشیاء کا کیل یا وزن ہے اور اس کے درج ذیل اسباب ہیں۔

۱۔ علت تحریم کسی شے کے آلۂ تقدیر سے اخذ نہیں کی جا سکتی بلکہ علت تحریم کو خود اس شے حرام کی ذات میں موجود ہونا چاہیئے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خاص اشیاء میں اتحاد جنس کی صورت میں تفاضل کو حرام قرار دیا ہے اور ان پر اسی وقت قبضہ ضروری قرار دیا ہے تو ضروری ہے کہ حدیث میں جن اشیاء کا بیان ہوا ہے خود ان اشیاء میں کچھ اوصاف اور کچھ خاص منافع موجود ہوں۔ صرف یہی نہ ہو کہ یہ اشیاء کیلی ہیں یا وزنی ہیں۔

۲۔ وزن اور کیل (پیمائش) کسی شے کا وصف لازم نہیں ہیں بلکہ عارضی امور ہیں۔ یعنی ایک ہی شے کی مقدار کا تعین کسی مقام پہ وزن سے ہو سکتا ہے اور کسی دوسرے مقام پہ کیلی ہے، جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہوگا کہ ایک مقام پر علت ربا متحقق ہوگی اور دوسرے مقام پر نہیں ہوگی اور ایک ہی شے حامل سود ہونے کی بنا پر ایک جگہ حرام ہوگی اور دوسری جگہ غیر حامل سود ہونے کی بنا پر حلال ہوگی اور اس طرح ایک ہی معاملے میں شریعت کے دو متناقض احکام ہو جائیں گے۔

۳۔ مزید برآں اس اصول پر اکثر معاملات بیع میں قبضہ ضروری قرار پائے گا۔ یعنی اگر سونے کے بدلے تیل فروخت کیا جائے تب بھی قبضہ لازمی ہوگا۔ اور اگر کھجور چاندی کے بدلے فروخت کی جائے تو بھی قبضہ لازمی ہوگا۔ اور یہ بڑی عجیب بات ہے اس لئے فقہائے احناف نے اس فروگذاشت کے تدارک کے لئے کیل یا وزن کے قاعدہ کو ختم کر دیا ہے۔ چنانچہ کمال الدین ابن الہمام نے کہا ہے کہ سونے کے بدلے لوہے کی فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی ان میں نسا ہے کہ اگرچہ دونوں وزنی اشیا ہیں۔ مگر دونوں کے وزن میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔

یہ مسلک فقہائے احناف کا ہے اور امام احمدؒ کا بھی ظاہری مسلک یہی ہے اور اس نقطۂ نظر کی نسبت حضرت عمار بن یاسر کی جانب بھی کی گئی ہے۔

مسلک امام مالکؒ

امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اشیائے ستہ میں سے پہلی دو سونا اور چاندی میں تو تحریم علت ان کا ثمن ہونا ہے کہ ثمن باہم بیع کا محل نہیں بنتے کہ یہ ربا نسیہ کی جانب منتج ہوتا ہے اور اسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے اور اس میں صحابہ کرام فقہائے مجتہدین اور تابعین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یعنی نقدین (سونا اور چاندی) میں تحریم تفاضل کی علت اور تحریم نسا کی علت اصلی ربا کا سد ذریعہ کرنا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

'ایک درہم کو دو درہم کے بدلے فروخت نہ کرو کہ اس میں مجھے ربا کا اندیشہ محسوس ہوتا ہے'

مزید براں یہ کہ یہ اثمان سامان اور اشیاء کی خرید و فروخت کے مقیاس ہیں۔ اور انہی کے ذریعے ہر شے کی قیمت متعین ہوتی ہے تو ان کو خرید و فروخت کی شے بنا دینا درست نہیں ہوگا۔ ماسوا اس کے کہ قرض حسن ہو۔

سونے اور چاندی کے علاوہ باقی اشیاء میں فقہائے مالکیہ کے نزدیک علت تحریم طعم (غذائی شے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یعنی ان کا انسان کی ایسی ضروری غذائی اشیاء میں سے ہونا ہے جو کہ ذخیرہ ہو سکتی ہیں۔ یعنی اس علت کے دو پہلو ہیں۔ یعنی غذائی شے ہونا اور قابل ذخیرہ ہونا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر غذائی شے نہ ہو اور قابل ذخیرہ نہ ہو۔ مثلاً گوشت تو ربا نہیں ہوگا اور جب یہ دونوں پہلو موجود ہوں اور نوع بھی متحد ہو تو فضل اور نسأ حرام ہوں گے۔ اور اگر اتحاد نوع نہ ہو اور یہ دونوں پہلو موجود ہوں تو صرف نسأ حرام نہیں ہوگا اور مکیل اور موزون ہونے کا اعتبار اس لحاظ سے ہوگا کہ ربا الفضل میں مقدار کا تعین ہو جائے۔

ان اشیاء کو ان قیود کے ساتھ فروخت کی ممانعت کی حکمت واضح ہے کہ یہ غذائی اشیاء ہیں اور اس طرح ان کی فروخت ان کی ذخیرہ اندوزی کا باعث نہ ہو۔

امام شافعیؒ اور مسلک مالکؒ کے بعض فقہاء کے نزدیک اور امام احمدؒ سے منقول ایک روایت کے مطابق حسب سابق رائے میں قابل ذخیرہ کی شرط نہیں ہے یعنی سونا اور چاندی کی فروخت کی تحریم کی علت تو وہی ہے جو مذکور ہوئی اور باقی چار انواع میں علت حرمت خوردنی شے ہونا اور قابل ذخیرہ ہونا اس علت کا جزو یا شرط نہیں ہے۔

پہلی رائے میں اور اس رائے میں فرق یہی ہے کہ یہ دوسری رائے زیادہ عموم کی حامل ہے کہ اس طرح ہر غذائی شے کی بیع میں ربا ہو جائے گا خواہ وہ قابل ذخیرہ ہو یا نہ ہو یعنی ہر طعام کی بیع اسی وقت جائز ہوگی جب اس پر فوری قبضہ ہو۔

ربا فضل و نسأ کے بارے میں اس حدیث سے متعلق پانچ نقطہ ہائے نظر ہو گئے۔

حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صغار صحابہ کا نقطۂ نظر کہ ربا صرف نسیئہ میں ہے۔ ظاہری نقطۂ نظر حنفی نقطۂ نظر، مالکی نقطۂ نظر، اور شافعی نقطۂ نظر

ان میں سے حضرت ابن عباسؓ کی رائے غرائب فتاوی میں سے ہے اور قابل قبول نہیں ہے کیونکہ مقبول حدیث موجود ہے جسے یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مسلک ظاہریہ اس لئے قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ بہر حال حدیث مذکورہ کا تعلق معاملات سے ہے اور لامحالہ اس حدیث میں کوئی ایسی علت تحریم میں موجود ہے جو حدیث میں مذکور اشیاء کے علاوہ بھی پائی جا سکتی ہے۔ مسلک حنفی کی تردید ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔ لامحالہ دو نظریہ باقی رہے جن میں سے مسلک مالکؒ ہی زیادہ مختار اور قابل عمل ہو سکتا ہے یعنی علت تحریم قابل ذخیرہ خوردنی شے ہونا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان بیوع کی تحریم کی حکمت

اب ہم ان بیوع کی حرمت کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ جہاں تک نقدین (سونے اور چاندی) کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں ہم بتا چکے ہیں کہ ان میں تفاضل (زیادتی اور اضافہ) کے ساتھ فروخت کا معاملہ کرنے سے وہ سامان تجارت بن جائیں گے۔ اور ان کا طبعی عمل ختم ہوجائے گا۔ اور ان کے اشیاء کے قیمت بننے کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں نسا (ادھار) کیوں حرام ہے اور قبضہ میں تاخیر کی صورت میں درہم کا درہم سے تبادلہ کیوں حرام ہے اور اس میں اور قرض حسن میں کیا فرق ہے۔

اگر نقدین کا معاملہ بیع (خرید و فروخت) کا ہو کہ درہم کو درہم کے بدلے فروخت کیا جائے اور دینا کو دس درہم کے بدلے فروخت کیا جائے اور ان میں سے ایک عوض پر اسی وقت قبضہ نہ ہو تو غرر (دھوکہ) اور جہالت وجود میں آئیں گے۔ کیونکہ اگر مقصود معاوضہ ہے تو معاوضہ دو متعین اشیاء کا ہونا چاہیئے اور ان میں سے جو موخر ہوگا تو وہ قرض ہوگا جو کہ غیر معروف ہوگا اور ان میں سے ایک عوض معروف ہوگا یہ ایسی صورت ہے کہ کوئی شخص بنک میں جاکر کہے کہ پانچ رپے والے دس نوٹ دے دو میں ایک ہفتہ بعد ایک پچاس کا نوٹ دے دوں گا۔ ایسی بات کوئی معقول شخص نہیں کہہ سکتا اور اسی بنا پر عقد صرف حرام ہے الا یہ کہ دونوں عوض موجود و قائم ہوں اور ہر ایک کو حقیقت عوض معلوم ہو۔

بیع صرف اور قرض میں فرق

بیع صرف جس میں ایک عوض کی ادائیگی موجل ہو، اس میں اور قرض میں فرق یہ ہے کہ قرض میں اتفاق کی اساس یہ ہے کہ ایک شخص مال لینے والا ہوتا ہے جس کے ذمے وہ مال ایک وقت مقررہ تک لازم ہوتا ہے گویا اس میں معاوضہ وقت ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاء نے اس کی تخریج کی ہے کہ یہ اولاً تبرع ہے اور انتہاءً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاوضہ ہے اور بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ یہ عاریۃ استہلاک (وہ مال جو عاریتاً لیا جائے اور خرچ ہو جائے) ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ جو مقدار قرض لی گئی ہے اس کا ضمان اسوقت لازم ہوگا۔ جب وہ لینے والے نے اپنی ضرورتوں میں خرچ کر لیا ہو۔ کیونکہ خرچ کرنے سے پہلے وہ امانت کی حیثیت میں ہے جبکہ دیگر فقہاء نے کہا ہے کہ محض قبض سے ہی وہ مال قابلِ ضمانت ہو جاتا ہے

غرض قرض اور بیع نقد بنقد ادھار کی حقیقتیں مختلف ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع نقد بنقد جس میں ایک عوض ادھار ہو۔ سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ اس طرح کی بیع ربا جاہلیت کا ذریعہ بن سکتی ہے اور بیع کرنے والا ایک فریق مہلت کے بالمقابل بیع کے نام پر اضافہ کر سکتا ہے۔ جو ظاہر ہے کہ ربا ہوگا۔

قابلِ ذخیرہ غذائی اشیاء کے تفاضل کے ساتھ تبادلے کی ممانعت کی حکمت واضح ہے اور وہ یہ حکمت ہے کہ غذائی اشیأ کے تاجروں کو احتکار اور ذخیرہ اندوزی سے روکا جا سکے۔ مثلاً کسی کے پاس جو ہو اور وہ جو کی ساتھ ہی تفاضل کے ساتھ تبادلہ کرے اور وہ نقد یا ادھار یا اضافہ کے ساتھ جس طرح چاہے تبادلہ کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے پاس نقود ہوں وہ جو حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس لئے آپؐ نے اس کا سدِ باب فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے اس شخص کو جس کے پاس خراب کھجور تھے حکم فرمایا کہ وہ انہیں فروخت کر دے اور ان کے بدلے جو رقم حاصل ہو اس سے عمدہ کھجور خرید لے۔

اس حکم میں دو فوائد ہیں۔

ایک فائدہ یہ ہے کہ جس کے پاس کھجور ہی نہ ہو اور اس کے پاس نقود ہوں تو وہ بھی کھجور خرید سکتا ہے ورنہ کھجوروں کے ہر نوع کے منافع بخش تبادلوں کی صورت میں وہ کھجور کے خریدنے پر قادر نہیں رہے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نقد کا مقیاس بڑا جزرس مقیاس ہے اور اس سے ہر مواد کی قیمت کا تعین ہو جاتا ہے۔

حدیث مذکور پر اعتراض

میرے نزدیک مذکورہ حدیث صحیح اور قابلِ قبول ہے اور میں مالکی فقہاء کی رائے کا قائل ہوں لیکن ہمارے یہاں کے بعض مغربی مستشرقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متاثر افراد کہتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے اور اس کو یہودیوں نے اس لئے گھڑا تھا تاکہ عرب تجارت نہ کر سکیں، اور تجارت انہی کے ہاتھ میں رہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑی نکتہ سنجی کی بات کہی ہے اور کبھی کسی مسلمان فقیہ یا عالم کو یہ نکتہ نہیں سوجھا۔ ظاہر ہے کہ جو اپنا دین سمجھنے کے لئے بھی اہلِ مغرب سے راہنمائی حاصل کریں اور جس حدیث کا جو مطلب وہ بتادیں اسی پر یقین کرلیں۔ تو ان سے اسی طرح کی باتوں کی توقع کی جا سکتی ہے۔

حدیث میں قابل ذخیرہ انواع طعام کی ادھار کی صورت میں بیع پر جو تحدید عائد کی گئی ہے وہ دراصل تجارت کا راستہ نہیں روکتی بلکہ تجارت کو بڑھاتی اور اس کے مواقع پیدا کرتی ہے اور اس میں وسعت پیدا کرتی ہے اور تجارت کو چند افراد تک محدود ہونے کے بجائے زیادہ وسیع دائرہ میں لے جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ

'درہم کے بدلے خراب کھجور کو فروخت کردو اور ان درہموں سے عمدہ کھجور خرید لو'

اگر آپ کھجوروں کے تبادلے کی اجازت دے دیتے تو یہ معاملہ انہی دو افراد میں ختم ہوجاتا اور یہ معاملہ بازار میں آکر تجارت کا دائرہ وسیع نہ ہوتا۔ کیونکہ اولاً یہ دونوں تبادلہ کرنے والے تاجر نہیں تھے بلکہ اپنی ضرورت کے لئے معاملہ کر رہے تھے۔ آپ نے اس باہمی تبادلہ سے منع فرماکر تجارت کا راستہ کھول دیا۔

اشیاء کا تبادلہ ان اقوام میں ہوتا ہے جن کا اقتصادی نظام محدود ہو جبکہ نقود کے ذریعے معاملات سے تجارت میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے بیوع سے متعلق ربا کی حدیث میں نقود کو اہمیت دی اور ان کی قیمت اور مقیاس اشیاء ہونے کی صلاحیت کو تقویت بخشی اور قابلِ ذخیرہ غذائی اشیاء کے باہمی تبادلے کا سدباب فرمایا تاکہ نقود ہی ذریعہ معاملات بنیں۔ اور ایسی تجارتی سرگرمی پیدا ہو جس میں وہ شخص بھی شامل ہو جس کے پاس غذائی اشیاء موجود نہیں ہیں بلکہ نقود موجود ہیں اور اس طرح مسلمانوں کی تجارت کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا جائے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ غذائی اشیاء کے باہمی تبادلہ کی تحریم میں درج ذیل تین فوائد ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ غذائی اشیاء کا ذخیرہ نہیں ہوگا اور جس کے پاس یہ غذائی اشیاء موجود نہ ہوں وہ بھی خریدنے پر قادر ہوگا۔

۲۔ اشیاء کی قیمتوں کا ایک مقیاس قائم ہوجائے گا اور نقود کے ذریعے سے تبادلہ ایک ایسی صحیح اساس پر استوار ہوگا جس میں کم سے کم غبن (دھوکہ) ہوگا۔

۳۔ تجارت کو ترویج ہوگی۔ اشیاء بازار میں آئیں گی اور اشیاء کے باہمی تبادلہ کا قدیم طریقہ ختم ہوگا۔ کیا بیوع غذائی اشیاء کو چند ہاتھوں میں ذخیرہ کرتا ہے اور جو ان اشیاء کے مالک نہ ہوں ان کے لئے قیمتوں میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے منع فرمایا ہے اور اس امر سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص محض قیمت بڑھانے کی نیت سے خریداری کا اظہار کرے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ 'ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطا کرنے والا ہے اور معاش کی جدوجہد کرنے والے کو رزق ملتا ہے'

مارٹن لوتھر نے بعض تصرفات کو باطل قرار دیا ہے اور اپنی تجارت اور سود کے بارے میں تحریریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے استفادہ کیا ہے اور سود کی جو تشریحات اس نے کی ہیں وہ صاف ظاہر ہے کہ اس نے اسلام سے اخذ کی ہیں کہ کسی بھی مسیحی نے اس طرح کی کوئی تشریح نہیں کی ہے مارٹن لوتھر اسلام سے بے حد متاثر تھا اور یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لوتھر کی تحریک اصلاح ان تعلقات کا نتیجہ تھی جو عیسائیوں کے صلیبی جنگوں میں، مسلمانوں سے تجارت میں مسلمانوں کے یورپ پر حملہ آور ہونے اور یورپ اور اندلس کے روابط کی صورت میں قائم ہوئے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

04666

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مطبوعات شعبہ دعوۃ و ارشاد

ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس ۱۰۳۵
اسلام آباد ۔ پاکستان

* * * *

عظمت قرآن کریم

خطبہ حجتہ الوداع (اردو ترجمہ مع شرح)

مقالات سیرت

کسب حلال

صلوات فاخرہ باحادیث متواترہ

اسلام کی معاشی تعلیمات

کار دعوت کی دشواریاں اور مسائل

اصول دعوت دین (زیر طبع)

- ✱ The Spirit of Hijrah & its revival in Modern Times
- ✱ Why Islam Forbids Pork (Swine-Flesh)
- ✱ Easy Method of Renouncing Bribary and importance of Earning Honest Livelihood
- ✱ Sermons of the Holy Prophet MUHAMMAD (peace be upon him)
  (*Second revised & enlarged edition under preparation*)
- ✱ The Meaning & Significance of Dawat-ill-Allah
  (*Under Print*)

PRINTED AT THE
PRESS OF THE INSTITUTE OF ISLAMIC RESEARCH
ISLAMIC UNIVERSITY, ISLAMABAD